CORGI

DANIEL CARNEY

THE SQUARE CIRCLE

A TENSE NEW POLITICAL THRILLER FROM THE BESTSELLING AUTHOR OF THE WILD GEESE

چوکور دائرہ

دُوسری جنگِ عظیم کے پس منظر میں مُہم جُوئی اور سُراغرسانی کا ایک ہوشرُبا ناول۔

ڈینیل کار نے
ستار طاہر

برطانوی ملٹری پولیس کے جلو میں دو ایمبولنس گاڑیاں قدیم قلعے شپنیڈوا کی طرف جانے والے راستے کا موڑ مُڑیں۔ یہ قلعہ جیل خانے میں تبدیل کیا جا چکا تھا۔ قلعے کے بڑے دروازے کے پاس سیڑھیوں پر چاروں بڑی طاقتوں رُوس، امریکہ، انگلستان اور فرانس کے اعلیٰ حُکام کھڑے تھے جو اس جیل خانے کی نگرانی اور انتظام کے ذمّے دار تھے۔

ایمبولنس میں ایک مریض کو ایک میڈیکل آرڈرلی سہارا دیے ہُوئے تھا۔ مریض کی عمر اسّی برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ وہ چھوٹے قد کا سُوکھا سڑا بُوڑھا تھا۔ اُس کے شانے عجیب طرح کے تھے۔ جُھکاؤ پیدا ہو جانے کے باوجود اکڑے ہُوئے تھے۔ یہ کندھے بتاتے تھے کہ اُس کی عمر کا بڑا حصّہ فوج میں گزرا ہے۔ فوجی ہی بڑھاپے میں بھی کندھے اکڑائے رکھنے کی عادت میں مبتلا ہوتے ہیں۔

امریکی ٹیلی ویژن کا عملہ اس کارواں کی نقل و حرکت فلمبند کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اُنہیں شپنیڈوا جیل کے احاطے میں جانے کی اجازت نہیں تھی۔ ساری کارروائی باہر سے ہو رہی تھی۔ یہ کارواں جیل کے اندر داخل ہو کر سیڑھیوں کے پاس رُکا۔ ایمبولنس سے بُوڑھے کو اُتارا گیا پھر اُسے ایک بہت بڑے دروازے کے اندر سے گزار کر ایک نیم روشن دائرے میں لے جایا گیا جس کے دونوں طرف چھوٹے چھوٹے کمرے اور کوٹھڑیاں تھیں۔ یہ کوٹھڑیاں قیدیوں سے خالی پڑی تھیں۔ آخری سرے پر ایک کوٹھڑی کے سامنے جا کر وارڈ نے اُس کا دروازہ کھولا۔ یہی اُس بُوڑھے کی کوٹھڑی تھی۔

”گھر آنا مبارک ہو، قیدی نمبر سات۔“ بُوڑھے نے یہ سُنا اور کوٹھڑی کے اندر داخل ہو گیا۔ چھوٹی سی کوٹھڑی لوہے کے پلنگ، ایک چھوٹی میز اور ایک چوبی کُرسی پر مشتمل تھی۔

باہر سے کوٹھڑی کا دروازہ بند کر دیا گیا تو بُوڑھے نے سلاخوں والی کھڑکی کی طرف قدم بڑھائے اور اس میں سے باہر گھرے آسمان کو دیکھنے لگا۔

شپنیڈو اجیل میں یہی ایک قیدی تھا جس کی نگرانی کی ذمّے داری دُنیا کی چاروں بڑی طاقتوں کے اعلیٰ حکّام اور فوجی سپاہیوں نے لے رکھّی تھی۔ اُس کی نگرانی کے لیے قلعے کے بُرجوں میں ہر وقت مسلح سنتری نگرانی کرتے تھے۔ یقیناً یہ قیدی غیر معمولی تھا۔ قلعے کے چھ سو کمروں اور کوٹھڑیوں میں سے ایک میں اُسے بند کیا گیا تھا۔

اس قیدی کا نام رڈولف ہیس تھا ___ ہٹلر کا نائب اور دستِ راست۔ گزشتہ چالیس برس سے وہ یہاں قید تھا۔

شپنیڈو اجیل سے سینکڑوں میل دُور ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ کے رہائشی کمرے میں ایک خوبصورت جوان خاتون ٹیلی ویژن پر خصوصی پروگرام دیکھنے میں منہمک تھی ___ وہ کیتھی لکاس تھی جو علم الانسان کی لیکچرار تھی۔

اس فلم میں شپنیڈو اجیل دکھائی گئی تھی۔ برطانوی فوجی پولیس کے جلو میں جاتی ہُوئی ایمبولنس کاروں کے بارے میں بتایا جا رہا تھا کہ رڈولف ہیس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، اس لیے اُسے ہسپتال لے جایا گیا تھا۔ صحّت یاب ہونے کے بعد اُسے واپس لایا گیا ہے۔ اس پروگرام میں دکھایا گیا تھا کہ دُنیا کی چاروں بڑی طاقتوں کی فوجی پولیس باری باری ہر ماہ اس جیل کی نگرانی کے فرائض انجام دیتی ہے۔ کمنٹری کرنے والا بتا رہا تھا:

"اس وقت جبکہ تیسری دُنیا کے اَن گنت انسان روٹی کے ایک ایک لقمے کے لیے ترس رہے ہیں، ایک بوڑھے اسّی سالہ قیدی کی حفاظت پر دُنیا کی چاروں بڑی طاقتیں تیس لاکھ ڈالر سے زیادہ رقم صَرف کر رہی ہیں۔"

کیتھی بہت دلچسپی سے سب کچھ دیکھ اور سُن رہی تھی۔ وہ بُھول گئی تھی کہ اُسے ایک میٹنگ میں شرکت کرنے جانا ہے۔ ٹیلی ویژن پر کمنٹری کرنے والا بتا رہا تھا:

"دوسری جنگِ عظیم کو چھڑے دوسرا سال تھا جب مئی ۱۹۴۱ء میں نازی آمر ہٹلر کا انتہائی معتمد اور نازی پارٹی کا ڈپٹی فیوہرر ایک غیر مسلح ہوائی جہاز میں برطانیہ پہنچا۔ اُس نے پیشکش کی کہ اُسے یرغمال بنا لیا جائے اور جنگ ختم کر دی جائے۔ یہ شخص رڈولف ہیس تھا۔ کیا اُسے جنگی مجرم قرار دیا جا سکتا ہے؟ ۱۹۴۵ء میں جب نازی لیڈروں کے خلاف نیورمبرگ میں خصوصی عدالت قائم ہُوئی تو رڈولف ہیس کو عمر قید کی سزا سُنائی گئی۔ کیا وہ اس سزا کا مستحق تھا؟ تب سے اب تک وہ شپنیڈو اجیل میں اپنی زندگی کے ایّام پُورے کر رہا ہے۔"

دروازے پر دستک ہُوئی۔ کیتھی نے ٹیلی ویژن کی سکرین سے نگاہیں ہٹائے بغیر کہا: "کون ہے؟" ایک آدمی اندر داخل ہوتے ہی بولا: "میٹنگ کا وقت ہو چکا ہے۔ مَیں آپ کو اطّلاع دینے آیا ہُوں۔"

کیتھی نے قاصد کی طرف دیکھے بغیر کہا: "میری طرف سے معذرت کر دو۔ مَیں میٹنگ میں شریک نہیں ہو سکتی۔" قاصد دروازہ بند کر کے چلا گیا۔ رڈولف ہیس کے بارے میں ٹی وی پر پیش کیا جانے والا پروگرام ساٹھ منٹ پر مشتمل تھا۔ جب یہ پروگرام ختم ہُوا تو کیتھی اپنی زندگی کا ایک اہم ترین فیصلہ کر چکی تھی۔

❁

نیو یارک کے ایک شاندار ہوٹل کے ایک کُھلے آرام دہ کمرے میں سب جمع ہو چکے تھے۔ وہ کُل نو افراد تھے جن میں ایک خاتون تھی ___ کیتھی لکاس ___ دو ارکان غیر حاضر تھے۔ ان میں ایک تو کیتھی کا بھائی مائیکل تھا جو ان دنوں پیرس میں تھا۔ دوسری خاتون رُکن علالت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکی تھی۔ وہ سب مختلف امریکی یونیورسٹیوں میں پڑھاتے تھے اور اپنے اپنے شُعبے میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ کیتھی اس تنظیم کی نائب صدر تھی اور اُس کے اصرار پر یہ ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا تھا۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ گزشتہ پانچ برسوں سے جو جمود ہماری تنظیم پر چھایا ہُوا ہے، اُسے توڑ دیا جائے۔" کیتھی کہہ رہی

تھی: "ہم نے انسانی حقوق کے لیے جو کام اس سے پہلے انجام دیے ہیں، اُن سب کے مقابلے میں یہ مشکل کام ہے، لیکن کامیابی کی صورت میں ہماری تنظیم میں نئی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ ہمیں ایسی شُہرت ملے گی جو تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھّی جائے گی۔ پُوری دُنیا میں سنسنی پھیل جائے گی۔ اس کے بعد ہماری تنظیم کو کبھی فنڈز کی کمی کا شکوہ نہ ہو گا۔ حضرات! مَیں یہ تجویز پیش کرنے کے لیے حاضر ہُوئی ہُوں کہ ہماری انسانی حقوق کے تحفّظ کی تنظیم کا فرض ہے کہ شپنیڈو اجیل میں قید اسّی برس کے قیدی رڈولف ہیس کو آزاد کرایا جائے۔"

رڈولف کا نام سُن کر کئی ارکان بہت چونکے۔ ایک بولا: "وہ ابھی زندہ ہے؟ مَیں تو سمجھتا تھا کہ وہ کب کا مر کھپ گیا ہو گا۔"

طویل بحث چل نکلی۔ ابتدا میں بعض ارکان نے اس امر پر خاصی گفتگو کی کہ رڈولف ہیس کو آزادی دلوانے سے دُنیا بھر کے یہودی ناراض ہو جائیں گے۔ کیتھی نے معترضین کے دلائل کا معقول جواب دے کر اُنہیں متّفق کر لیا تو دوسرے اہم اُمور پر بحث چھڑ گئی .... جب متّفقہ طور پر یہ طے کر لیا گیا کہ رڈولف ہیس کو آزادی ملنی چاہیے اور اُن کی تنظیم ہی کو یہ فرض انجام دینا چاہیے تو سوال یہ پیدا ہُوا کہ اُسے کس طرح رہائی دلوائی جا سکتی ہے۔ وہ سب جانتے تھے کہ یہ کام اپیلوں سے نہیں ہو سکتا۔

"ہمیں رڈولف ہیس کو خُفیہ طور پر شپنیڈو اجیل سے اغوا کر کے کسی مغربی ملک میں پہنچانا ہو گا۔" کیتھی نے کہا۔

تمام ارکان حیرت سے کیتھی کی طرف دیکھنے لگے۔ ایک ایسا قیدی جس کی نگرانی کی ذمّے داری دُنیا کی چاروں بڑی طاقتوں نے سنبھال رکھّی ہو، اُسے شپنیڈو اجیل سے نکال کر کسی مغربی ملک میں لے جانا کیسے ممکن تھا؟ ارکان نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔ کیتھی جواب دیے بغیر سب کچھ سُنتی رہی۔ جب ہنگامہ قدرے فرو ہُوا تو اُس نے کہا: "یہ دُرست ہے کہ اس سے پہلے ہماری تنظیم نے ایسی سرگرمیوں میں حصّہ نہیں لیا لیکن رڈولف ہیس کے سلسلے میں ہمیں خصوصی منصُوبہ بنانا ہو گا۔"

"تو کیا اس کے لیے ہمیں بین الاقوامی دہشت گردوں کی خدمات حاصل کرنی ہوں گی؟"

ایک رُکن نے بہت کٹیلے لہجے میں سوال کیا۔

کیتھی نے بڑے ڈرامائی انداز میں کہا: "جی نہیں۔ اس کے لیے ہم کرائے کا ایک آدمی تلاش کریں گے جو ایسی مہمّات کا خصوصی تجربہ رکھتا ہو۔"

طویل بحث اور خاصی ردّ و کد کے بعد طے پایا کہ کیتھی کو اس منصُوبے کی سربراہ بنایا جائے۔ وہی اس سلسلے میں تمام انتظامات کرے اور مناسب وقفوں کے بعد رپورٹ پیش کرتی رہے۔ اُسے یہ بھی اختیار دیا گیا کہ اس سلسلے میں اخراجات کا تخمینہ پیش کرے تاکہ کمیٹی کے ارکان اُن کی فراہمی کا انتظام کر سکیں۔

جب یہ اہم اجلاس ختم ہُوا اور ارکان چلے گئے تو کیتھی سربراہِ تنظیم کے ساتھ کار میں بیٹھ کر ہوائی اڈے جانے لگی۔ کمیٹی کے صدر نے اُس سے کہا:

"تم بہت بہادر ہو۔ اگر تم خاصے جوشیلے انداز میں ہیس کے بارے میں یہ منصوبہ پیش نہ کرتیں تو ارکان کبھی اس کی منظوری نہ دیتے مگر ایک سوال میرے ذہن میں کُلبلا رہا ہے۔ تم کرائے کے اس آدمی کا انتظام کیسے کرو گی؟"

کیتھی نے مُسکراتے ہُوئے جواب دیا: "تم نے 'سولجرز' اور 'فارچُون' نامی جریدوں کا نام تو سُنا ہو گا۔ ان دونوں جریدوں میں ایسے اشتہارات باقاعدگی سے شائع ہوتے ہیں۔ میرا کام صرف اتنا ہے کہ مَیں ایسے آدمی کا انتخاب کروں جو سب سے بہتر ہو۔"

❁

ہارورڈ یونیورسٹی کے لیکچر ہال کے باہر لمبے قد کا مضبوط اور دُرشت چہرے والا ایک آدمی ٹہل رہا تھا۔

کیتھی اپنا لیکچر ختم کر کے باہر نکلی تو اُس شخص کو دیکھ کر قدرے جھجکی اور اُس کے جسم میں پُراسراری سنسنی کی لہر دوڑ گئی۔

"تمہارا نام ہی حدّاد ہے۔ مَیں نے تمہیں یونیورسٹی کمپاؤنڈ میں ملنے کے لیے کہا تھا۔" کیتھی نے پُوچھا۔

اُس شخص نے جواب دینے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

کیتھی نے اُسے اشارہ کیا تو وہ اُس کے ساتھ چلنے لگا۔ باہر کیتھی کی کار تھی جس کا دروازہ کھول کر اُس نے حدّاد کو اندر بیٹھنے کے لیے کہا۔ جب کار یونیورسٹی سے نکل کر سڑک پر آ گئی تو اُس شخص نے سوال کیا: "مجھے تم کہاں لیے جا رہی ہو؟"

"اپنے اپارٹمنٹ میں۔ تم میرے لیے کام کرو گے۔ دوسرے افراد بس تمہیں دیکھنے کے لیے وہاں جمع ہُوئے ہیں۔"

کیتھی کے اپارٹمنٹ میں تنظیم کے سب ارکان موجود تھے۔ کیتھی نے اُن کا تعارف حدّاد سے کرایا۔ وہ سب اس نیم ظالمانہ چہرے والے شخص کو دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ کیتھی نے حدّاد کو اپنی تنظیم کے متعلق مختصراً بتاتے ہُوئے کہا، "تم نے رڈولف ہیس کا نام ضرور سُنا ہو گا۔ ہماری تنظیم چاہتی ہے کہ تم اسے شپنیڈو اجیل سے نکال کر کسی یورپی ملک میں ہمارے سپرد کر دو۔"

حدّاد نے پہلی بار اپنی زبان کھولی۔ اُس کے انگریزی لہجے میں فرانسیسی کا اثر نمایاں تھا۔ اُس کی آواز بھاری، ٹھنڈی اور کھردری تھی۔

"آپ جو چاہتے ہیں، اُس کے بارے میں آپ نے اچھی طرح غور و فکر کر لیا ہو گا۔ کیا آپ کوئی ایسا طریقہ یا راستہ دریافت کر چکے ہیں جس سے مَیں اُسے وہاں سے نکال لاؤں؟"

"نہیں۔ ایسا راستہ تلاش کرنا بھی تمہارا کام ہو گا۔" ایک رُکن نے جواب دیا۔

حدّاد کے چہرے پر طنزیہ سی مُسکراہٹ نمودار ہُوئی۔

اُن لوگوں کی لاعلمی پر وہ مُسکرا دیا تھا۔ یہ پروفیسر اور دانشور، خیالی دُنیا میں رہنے والے، ایسے ناممکن کاموں کے بارے میں بھی تصوّراتی نظریے رکھتے تھے۔

"مَیں وہاں جا کر حالات کا جائزہ لُوں گا،" حدّاد کہنے لگا۔ "میں اس وقت آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔ شپنیڈو اجیل اور دوسرے اُمور کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد ہی کوئی وعدہ کر سکوں گا۔ لیکن حضرات! ایک بات ذہن میں رکھیے کہ اگر مَیں نے اس کام کی حامی بھر لی تو پھر آپ کو مجھے معاوضے میں خطیر رقم ادا کرنی ہو گی۔"

"ہمیں منظور ہے۔" تنظیم کے صدر نے کہا۔ "اس منصوبے کی نگران کیتھی ہے۔ تم اسے اپنی رپورٹ پیش کرو گے۔"

حدّاد رُخصت ہونے لگا تو کیتھی نے اُسے ایک بوجھل لفافہ تھماتے ہُوئے کہا۔ "اس میں ہیس اور شپنیڈو اجیل کے متعلق معلومات ہیں۔"

"یہ معلومات کہاں سے حاصل کی گئی ہیں۔" حدّاد نے پُوچھا۔

"میرے بھائی نے لندن اور پیرس کے اخبارات کے تراشوں سے انہیں مرتّب کیا ہے۔" کیتھی نے جواب دیا۔

"کیا وہ جان چکا ہے کہ ہیس کے حفاظتی انتظامات کس طرح کیے جاتے ہیں؟"

"نہیں۔ لیکن یہ جاننا مشکل نہ ہو گا۔ ایک امریکی میجر برلن میں تعینات ہے۔ وہ میرا دوست ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں وہ ہماری مدد کر سکتا ہے۔ تمہارے لیے برلن کے ہوائی ٹکٹ کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ اخراجات کی رقم بھی تمہیں مل جائے گی۔ ہاں! ایک بات کا خیال رکھنا۔ برلن جا کر تمہیں ہیس کی رہائی کا منصوبہ بنانا ہے، کسی کو قتل نہیں کرنا۔ ہماری تنظیم تشدّد اور قتل کے واقعات پسند نہیں کرتی۔ مَیں خود بھی تمہارے پیچھے برلن پہنچ جاؤں گی تاکہ اس سلسلے میں جو مدد ممکن ہو، فراہم کر سکوں۔"

"ٹھیک ہے،" حدّاد نے کہا۔ "مجھے وہ ٹیلی فون نمبر دے دو جس پر میں تم سے رابطہ قائم کر سکوں۔" وہ رُکا اور پھر بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا: "ایک بات تم بھی یاد رکھو۔ اگر مَیں نے یہ کام کرنے کی ہامی بھر لی تو مَیں اسے اکیلا ہی سرانجام دوں گا۔ اس کام میں بے حد خطرات کا سامنا کرنا ہو گا، اس لیے مَیں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس میں ملوّث ہو کر کسی خطرے کا شکار ہو جائے۔"

کیتھی نے اُس شخص کی طرف غور سے دیکھا جس کا چہرہ بے حد درشت تھا اور جو دُنیا کا ایک ناممکن کام انجام دینے کے لیے ابتدائی تیاریوں کی ہامی بھر چکا تھا۔

❁

جس روز حدّاد برلن پہنچا، اُس سے دوسرے دن کیتھی بھی وہاں پہنچ گئی۔ دونوں نے رابطے کے بعد ملاقات کا وقت طے کیا۔ موسم کی گفتگو کے بعد کیتھی نے اُسے بتایا: "میری ملاقات امریکی میجر سے ہو چکی ہے۔ اُس نے جو کچھ بتایا اُس کے نوٹس مَیں نے لے لیے تھے جو تمہارے لیے لے آئی ہُوں۔"

دونوں شپنیڈوا کے قلعے کی طرف نکل گئے۔ حدّاد نے کیتھی کو وہیں رُکنے کے لیے کہا اور خود چلا گیا۔ وہ قلعے کے عقب کی طرف جا رہا تھا۔ صدیوں پُرانے قلعے کی حالت کافی خستہ تھی لیکن یہ دُنیا کا ایسا جیل خانہ تھا جہاں صرف ایک قیدی تھا اور اس کی حفاظت کا انتظام بہت کڑا تھا۔ دو ایک گھنٹے کے بعد حدّاد واپس آ گیا۔ اُس نے اپنے تاثرات بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی بلکہ کہنے لگا:

"کل مَیں اس قلعے کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔"

حدّاد کا کھردرا پن کیتھی کو بہت بُرا لگ رہا تھا لیکن وہ اُس پر دباؤ ڈالنے کے لیے بھی تیار نہ تھی۔

دوسرے دن حدّاد مزدوروں کا رُوپ دھار کر ایک لمبی قطار میں جا کھڑا ہوا جو شپنیڈوا جیل کے باہر لگی ہوئی تھی۔ قلعے کے اندر مرمّت کا کام ہو رہا تھا۔ اُسے مزدوروں میں چُن لیا گیا۔ اب وہ قلعے کے اندر آزادانہ گھوم پھر سکتا تھا۔ اُس نے چند گھنٹوں میں دیکھ لیا کہ قلعے میں سے ہیس کو اُڑا لے جانا ممکن ہی نہیں۔ اُس کی حفاظت کا انتظام اتنا کڑا تھا کہ قلعے کی بُرجیوں تک پر مسلح سنتری کھڑا تھا؛ تاہم حدّاد نے بعض مفید معلومات حاصل کر لیں۔

شام کے وقت وہ اپنے ہوٹل میں چلا گیا۔ رات گئے تک اُن کاغذات کا مطالعہ کرتا رہا جو اُسے کیتھی نے دیے تھے۔ شپنیڈوا کے جیل خانے میں نقب لگانا یا اُس کے اندر سے کسی کو باہر لے آنا ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔

یک دم اُس کی سوچوں کا دھارا بدلا اور اُسے شدید تنہائی کا احساس ہونے لگا۔ اُسے اپنے اُن دو بچّوں اور بیوی کا خیال آیا جو مارے جا چکے تھے۔ بیروت میں اسرائیلیوں نے اُنہیں قتل کر دیا تھا۔

وہ ایک عام انسان تھا — ایک گھریلو شخص — مگر اسرائیلیوں کے خلاف تنہا جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ کئی اسرائیلی اور یہودی بیروت میں اُس کے چھوٹے سے گروپ کے ہاتھوں مارے گئے۔ اسرائیل نے اُس کے سر کی قیمت لگا رکھی تھی اور یہودی ایجنٹ ہمیشہ اُس کی تلاش میں رہتے تھے۔ اُس نے رڈولف ہیس کو آزاد کرانے کے منصوبے پر اس لیے بھی عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کہ اسرائیلی ہر نازی رہنما کے دُشمن تھے۔ ہیس کی آزادی اسرائیل کی اہانت کا باعث بن سکتی تھی — لیکن شپنیڈوا جیل کا جائزہ لینے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ رڈولف ہیس کو جیل سے نکالنا ناممکن ہے۔ وہ رات کروٹیں بدلتے ہی گزر گئی۔

دوسرے دن جب حدّاد، برلن میں گھوم پھر رہا تھا تو اچانک اُسے احساس ہُوا کہ اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ یہ شبہہ اُس نے دل سے نکالنے کی کوشش کی مگر واقعات نے ثابت کیا کہ واقعی اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اُس نے اپنے تعاقب کرنے والوں کو جُل دینے کی کوشش

کی اور ہجوم میں گھُس گیا۔ وہ بارونق بازاروں میں چلتا رہا لیکن اُس کا تعاقب کرنے والوں نے تعاقب جاری رکھا۔ جب وہ نسبتاً ایک کم آبادی والے علاقے سے گزر رہا تھا تو ایک شخص نے اُس کا راستہ روک کر کہا: "مسٹر حدّاد! تم برلن میں کیا کر رہے ہو؟" حدّاد چونکا کیونکہ یہ اجنبی شخص اُس کے نام سے بھی واقف تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، ایک کار تیزی سے اُس کے نزدیک آ کر رُکی۔ اس میں سے کچھ لوگوں نے اُسے مُکّوں اور گھونسوں سے دھنک کر کار میں ڈالا اور کار چل پڑی۔

"کون ہو تم لوگ؟" حدّاد نے کراہتے ہُوئے پُوچھا۔

"تم سوال پوچھنے کا حق نہیں رکھتے۔" اُن میں سے ایک نے کہا۔ "تمہارا کام جواب دینا ہے۔ مَیں نے تم سے پُوچھا تھا کہ تم یہاں برلن میں کیا کر رہے ہو؟"

جب حدّاد نے کوئی جواب نہ دیا تو اُنھوں نے اُس پر گھونسے اور مُکّے برسانے شروع کر دیے۔ اُس کے چہرے سے خُون رِسنے لگا تھا۔

"تم کرائے کے قاتل ہو۔ ہم تمہیں اچھّی طرح جانتے ہیں۔ کہو یہاں برلن میں کس کام سے آئے ہو؟"

حدّاد خاموش رہا۔ وہ آدمی ہنس کر بولا:

"ہم جان چکے ہیں کہ تم رڈولف ہیس کے سلسلے میں یہاں آئے ہو۔"

حدّاد کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ اُس کا نام ہی نہیں جانتے تھے بلکہ برلن میں اُس کی آمد کے مقصد سے بھی آگاہ تھے۔

"تم کس کے لیے کام کر رہے ہو؟"

"امریکہ کے کچھ لوگ ہیں۔" حدّاد نے گول مول جواب دیا۔ اب وہ سب کچھ چھُپا نہیں سکتا تھا۔ "انسانی حقوق کی ایک تنظیم نے مجھے مامور کیا تھا۔"

"تو تم ہیس کو آزاد کرانے پر تیار ہو گئے؟"

"مَیں یہ جائزہ لینے آیا تھا کہ مَیں یہ کام کر سکتا ہُوں؟"

"پھر؟"

شکار کے دوران میں شاہی خیمہ کے پاس سارسوں کا جوڑا شور مچانے لگا۔ کسی قسم کے خوف اور خدشہ کو خاطر میں لائے بغیر یہ پرندے دردناک آواز میں فریاد کر رہے تھے۔ جہانگیر نے اُن کی بے قراری کو مشاہدہ کر کے حکم دیا کہ لشکر میں اگر کسی نے کوئی پرندہ شکار کیا ہو یا زندہ پکڑا ہو تو اُسے فوراً پیش کیا جائے۔ ایک پیادہ، سارس کے دو بچّوں کے ساتھ پیش ہُوا۔ ان بچّوں کو گھونسلے سے پکڑا گیا تھا۔ حکم دیا گیا کہ سارس کے ان بچّوں کو اُن کے والدین کے پاس چھوڑ دیا جائے۔ بچّوں کو دیکھ کر ان سارسوں نے خوشی کی آوازیں نکالیں اور اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے ساتھ لے کر اُڑ گئے۔ (تُزکِ جہانگیری)

"اس نتیجے پر پہنچا ہُوں کہ ہیس کو جیل سے رہا کرانا ممکن ہی نہیں۔"

کار چلتی رہی۔ حدّاد کے زخموں سے خُون رِستا رہا۔ درد سے اُس کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ اُس شخص نے پھر کہا:

"تم سے پہلے بھی کئی لوگ ایسی ہی کوشش کر چکے ہیں مگر وہ ناکام رہے۔ اگر تم نے صحیح طور پر فیصلہ کر لیا ہے کہ تم اس کام سے عُہدہ برا نہیں ہو سکتے تو یہ تمہاری خوش قسمتی ہے۔ یاد رکھو! برلن کا شہر پہلے ہی میدانِ کارزار بنا ہُوا ہے۔ ہم یہاں مزید کسی قسم کے کھیل تماشے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ہمیں علم ہے کہ اسرائیل تمہارے سر کی قیمت لگا چکا ہے۔ ہم چاہتے تو اُنہیں اطّلاع دے کر تمہیں ختم کرا دیتے لیکن یہ کام ہم خود ہی کریں گے۔ ہم اپنے شہر کو کرائے کے قاتلوں سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں۔"

حدّاد نے کار کی رفتار کم ہوتے محسوس کی۔ کار رُکی۔ اُسے کچھ لوگوں نے جکڑ کر اُس کے مُنہ میں اسفنج کا ایک ٹکڑا

ٹھونس دیا پھر اُس نے اپنے آپ کو ایک بوری میں بند پایا یہ بوری سڑک پر پھینک دی گئی۔ سڑک پر ٹریفک کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں۔ حدّاد نے سوچا۔ ابھی کوئی ٹرک مجھے کُچل کر آگے نکل جائے گا۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔

جب اُسے ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں تھا۔ برطانوی خفیہ پولیس کا ایک افسر اُس کا بیان لینے وہاں موجود تھا: "میرا نام ہنری ریڈ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم کون ہو۔ بتاؤ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اُس نے بتا دیا کہ وہ بوری میں بند ایک ٹرک کے نیچے آنے والا تھا کہ ڈرائیور نے ٹرک روک لیا۔ وہ زخمی اور بے ہوش تھا اس لیے ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

"کسی نے میرے سر پر ضرب لگائی اور میں بے ہوش ہو گیا تھا۔"

"اس کے بعد اُنھوں نے تمھیں بوری میں بند کر دیا۔ کیا تم سچ کہتے ہو کہ تم اُن لوگوں کو نہیں پہچانتے جنھوں نے تمھاری جان لینے کی کوشش کی تھی؟"

حدّاد نے نفی میں سر ہلایا تو ہنری ریڈ نے ایک لفافے سے تصویریں نکال کر اُس کے سامنے رکھ دیں:

"کیا ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو؟"

حدّاد نے تصویریں غور سے دیکھیں۔ ایک تصویر پر اُس کی نگاہیں جم گئیں۔ یہ اُس شخص کی تصویر تھی جو اُس سے کار میں گفتگو کرتا رہا تھا۔

"یہ سٹروبلنگ ہے۔ کبھی وہ ہمارا ساتھی تھا۔ اُس زمانے میں کمونسٹوں نے اُس کے سر کی قیمت رکھی ہوئی تھی لیکن اب وہ کمونسٹوں کے لیے کام کرتا ہے۔ بہت خطرناک ہے۔"

"میں اُسے نہیں جانتا۔" حدّاد نے جواب دیا۔

میرا مشورہ ہے کہ تم برلن سے چلے جاؤ،" ہنری ریڈ نے کہا۔

ہسپتال سے نکل کر حدّاد نے کیتھی کو فون کیا۔

"کہاں تھے تم؟ میں تمھاری تلاش میں تھی۔"

"سُنو۔" وہ بولا "میں نے جائزہ لے کر فیصلہ کیا ہے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کیتھی کی آواز آئی: "میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"میں فوراً برلن سے نکل جانا چاہتا ہوں۔"

"کیا تم کسی مصیبت میں پھنس گئے ہو؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ تم فرینکفرٹ پہنچو، میں بھی کل تک آجاؤں گی۔ اس فون نمبر پر مجھ سے رابطہ قائم کرو۔"

حدّاد نے ہامی بھر لی۔

❂

فرینکفرٹ میں اُن کی ملاقات ہوئی۔ اُس کے چہرے کی حالت ہی سے کیتھی نے اندازہ لگا لیا کہ حدّاد کے ساتھ کیا بیتی تھی۔

"میں نے ایک اخبار میں پڑھا تھا۔ اگرچہ اُس میں تمھارا یہ نام نہیں تھا لیکن میں نے اندازہ لگایا تھا کہ یہ تمھی ہو جسے بوری میں بند کر کے . . ."

حدّاد نے بڑی تیزی سے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے اُس کی بات کاٹ دی:

"میں بتا چکا ہوں کہ میں یہ کام نہیں انجام دے سکتا۔ یہ ناممکن ہے۔ اگر کسی طرح سے اُسے جیل سے نکال بھی لیا جائے تو پھر مشرقی جرمنی سے مغربی جرمنی اور وہاں سے کسی دوسرے ملک میں پہنچانا ممکن نہیں۔ قدم قدم پر خطرات ہیں۔ مجھے خود افسوس ہو رہا ہے کہ میں اس کام کی تکمیل میں ناکام رہا۔" وہ چند لمحوں کے لیے رکا اور پھر بولا: "اس میں ذاتی خطرات بھی بہت زیادہ ہیں۔"

"مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ اسرائیلی حکومت تمھارے سر کی قیمت لگا چکی ہے۔" کیتھی نے کہا۔ "میری تنظیم کے ارکان بہت خفا ہوں گے۔ وہ تشدد پر بالکل یقین نہیں رکھتے۔"

وہ آہستگی سے بولا: "مجھے اس کا پہلے ہی احساس تھا۔"

"مگر مَیں کسی قیمت پر یہ منصُوبہ ترک کرنے کے لیے تیّار نہیں۔" کیتھی کہنے لگی۔ "خواہ مجھے اس کے لیے اکیلے ہی سب کچھ کیوں نہ کرنا پڑے۔"

حدّاد کو کیتھی کی ہمّت اور جوش پر بہت خوشی ہُوئی۔ ایسی باعزم خواتین اُس نے کم دیکھی تھیں۔

"مَیں یہاں سے آج ہی نیویارک جا رہی ہُوں۔" کیتھی نے کہا "لیکن مَیں تم سے ایک بار پھر درخواست کرتی ہُوں کہ تم ایک بار پھر کوشش کرو۔ ایک بار پھر برلن جا کر ایسے مواقع کا جائزہ لو جن سے فائدہ اُٹھا کر ہم یہ مشن پُورا کر سکیں۔"

حدّاد چند لمحے سوچتا رہا اور پھر بولا: "خیال بُرا نہیں لیکن برلن جانے سے پہلے مَیں چند ضروری انتظامات کرنا چاہتا ہُوں۔ ایک تو اپنی حفاظت کا اور دوسرے مَیں شپنیڈو جیل اور اس کے گرد و نواح برلن اور رڈولف ہیس کے بارے میں تمام معلومات سے آگاہ ہونا چاہتا ہُوں۔"

کیتھی خوش ہو کر بولی: "اگر میری تنظیم نے اب اس منصُوبے کی مخالفت کی بھی تو مَیں جیسے بھی ہو سکا خود اس کی تکمیل کے لیے انتظامات کروں گی۔ تم میرے بھائی مائیکل کے پاس پیرس چلے جاؤ۔ مَیں اُسے فون کر دیتی ہُوں۔ وہاں تمہیں ہیس اور شپنیڈو جیل کے بارے میں تمام معلومات حاصل ہو جائیں گی۔"

حدّاد نے اس تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

نیویارک میں کیتھی کو تنظیم کے تمام ارکان کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ برلن میں جو واقعہ حدّاد کے ساتھ پیش آیا تھا، اس کے علاوہ اُنہیں یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ حدّاد کے سر کی قیمت لگی ہُوئی ہے۔ اور حدّاد ایک ایسا شخص ہے جسے تشدّد اور قتل کرنے سے روکا نہیں جا سکتا۔ بہت بحث ہُوئی۔ کیتھی نے اُنہیں قائل کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنے فیصلے میں صرف اتنی ترمیم کرنے پر رضامند ہو گئے کہ کیتھی سب کچھ اپنی ذمّے داری پر کر سکتی ہے۔ کسی طرح کا عملی یا مالی تعاون تنظیم کی طرف سے حاصل نہ ہو گا۔ ہاں اگر وہ رڈولف ہیس کو آزاد کرا کے کسی مغربی ملک میں لے جانے میں کامیاب ہو جائے تو ان کی تنظیم تمام اخراجات بھی ادا کر دے گی اور رڈولف ہیس کی رہائی کے بعد جو انتہائی مؤثّر تشہیر مقصود ہو گی اُس کے لیے اخراجات بھی برداشت کرے گی۔

کیتھی نے اس فیصلے کو تسلیم کر لیا۔

کیتھی کا بھائی مائیکل پیرس یونیورسٹی میں نفسیات کا اُستاد تھا۔ وہ خود بھی اس تنظیم کا رُکن تھا۔ اُس کی اپنی بیوی سے ان بن ہو چکی تھی اور وہ اُس سے علٰحدہ رہتی تھی۔ مائیکل کو اپنی بہن کیتھی سے بہت محبّت تھی۔ وہ اُس کی ہر فرمائش پُوری کرنے کا حوصلہ رکھتا تھا۔ حدّاد اُس سے ملنے آیا تو اُسے پہلی نظر ہی میں یہ شخص پسند نہیں آیا۔ حدّاد کے چہرے پر جو بے حسی اور ظالمانہ حد تک درشتی تھی، اُس نے مائیکل کے دل میں اُس کے لیے نفرت پیدا کر دی۔ اُس نے کیتھی کی ہدایات کے مطابق ہیس اور متعلّقہ تمام اُمور پر اہم مواد جمع کر رکھا تھا جو اُس نے حدّاد کے حوالے کر دیا۔ اُسے فلیٹ میں رہائش اختیار کرنے کی دعوت دی جو حدّاد نے قبول کر لی۔ مائیکل اُس کے ساتھ رہنا پسند نہ کرتا تھا۔ وہ اپنے ایک دوست کے خالی فلیٹ میں چلا گیا۔ دوسرے دن حدّاد کو کیتھی نے فون پر بتا دیا کہ اُس کی تنظیم اس مشن سے دستبردار ہو گئی ہے لیکن وہ اپنا کام جاری رکھے۔ اُس کے تمام اخراجات اور معاوضے کی ذمّہ داری وہ اور مائیکل قبول کرتے ہیں۔

دو دن حدّاد اُسی فلیٹ میں رہا۔ وہ دن رات دستاویزات کے مطالعے میں مصروف رہا۔ اُس کے لیے یہ حیران کُن انکشاف تھا کہ ہٹلر کا نائب خُفیہ طور پر جنگِ عظیم کے دوسرے برس اکیلا لندن پہنچا۔

—— وہ انگلستان سے ساتھ خُفیہ معاہدہ کرنے آیا تھا لیکن اس خُفیہ معاہدے اور دستاویزات کا پھر کیا ہُوا؟ اس کا سُراغ کسی کو نہ مل رہا تھا۔ رڈولف ہیس کو برطانیہ نے قید کر لیا تھا اور جنگِ عظیم کے بعد جب نازی رہنماؤں پر نیورمبرگ میں مقدّمات چلے تو اُسے نیورمبرگ پہنچا دیا گیا جہاں اُسے عمر قید کی سزا سُنائی گئی اور تب سے وہ شپنیڈو جیل میں تھا۔ معاہدے کے مطابق اس جیل کے انتظامات کے اخراجات چاروں بڑی طاقتیں روس، امریکہ، فرانس اور برطانیہ برداشت کرتی تھیں۔ چاروں طاقتوں کے نمائندے افسر اور فوجی پولیس باری باری ایک ماہ تک اس قلعے اور اس کے اکیلے قیدی کی حفاظت کرتی تھی۔

تیسرے دن حدّاد گھر سے نکلا۔ وہ والبری سٹریٹ پہنچا جہاں اُس نے مادام پال سے ملاقات کی۔ مادام پال کی رسائی دُور تک تھی۔ وہ ایک شاندار قحبہ خانہ چلاتی تھی۔ زیرِ زمین دُنیا کے سب بڑے مجرموں اور لوگوں سے اُس کے مراسم تھے۔ جب حدّاد نے اپنا تعارف کرایا تو مادام پال نے کہا: "نام سُنا سا لگتا ہے" پھر یک دم چونکی: "تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ اسرائیلی ایجنٹ تمہاری تلاش میں رہتے ہیں۔" حدّاد نے مُسکرا کر کہا: "مَیں خطروں سے کھیلنا اور بچنا جانتا ہُوں۔ مَیں مارون کی تلاش میں آیا ہُوں۔ اُس نے چند ماہ پہلے مجھے بتایا تھا کہ پیرس میں اُس کا پتہ آپ سے مل سکتا ہے۔"

مادام پال کے چہرے نے کئی رنگ بدلے پھر اُس نے حدّاد کو مارون کا پتہ بتا دیا۔

جب حدّاد مارون کے ٹھکانے پر پہنچا تو اُس نے مارون کو اُسی حالت میں پایا جس میں وہ اُسے بیروت میں کوئی سال بھر پہلے چھوڑ آیا تھا۔ نیم جنونی، بندوق ہاتھ میں، پستول بیٹی میں لگا ہُوا، نشے میں نیم دُھت، وہ حدّاد سے چمٹ گیا: "میرا بھائی آ گیا۔ میرا بھائی آ گیا۔" جس زمانے میں اپنے بیوی بچّوں کے قتل کے بعد حدّاد نے اسرائیل اور سپاہیوں کے خلاف اپنا گروپ بنایا تو مارون اس میں شامل ہُوا تھا۔ وہ بہت بہادر، بہت خوبصورت اور بہت لاپروا تھا۔ اُس نے موت کی کبھی پروا نہ کی تھی۔ اُس کے ہاتھ کئی یہودیوں اور اسرائیلی فوجیوں کے خُون سے رنگے ہُوئے تھے، وہ نیم پاگل تھا، بہت جذباتی اور بہت جلد مشتعل ہو کر مرنے مارنے پر تیّار ہو جانے والا۔ وہ حدّاد کو اپنا بھائی سمجھتا تھا۔

دونوں دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ حدّاد جس مقصد کے لیے آیا تھا وہ پُورا ہو چکا تھا۔ مارون نے اُس کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ اب حدّاد بہت مطمئن تھا۔

"اب انتظامات کے لیے مجھے رقم کی ضرورت پڑے گی۔" حدّاد نے فون پر کیتھی کو نیویارک مطلع کیا۔

"تم کامیابی کی صُورت میں کیا معاوضہ لو گے؟" کیتھی نے پُوچھا۔

"مجھے پچاس ہزار ڈالر فی الفور چاہییں۔ پھر ضرورت پڑی تو اتنی ہی رقم درکار ہو گی۔ کام کی تکمیل کے بعد ڈیڑھ لاکھ ڈالر۔"

"یعنی کُل ڈھائی لاکھ ڈالر۔"

ایک مرتبہ علّامہ اقبالؒ نے اپنے ملازم علی بخش کو شادی کر لینے کی تلقین کی تو اُس نے جواب میں عرض کیا کہ ابھی اُس کی بہن گھر میں بیٹھی ہے جس کی شادی کرنی ہے، اُس کے بعد ہی میری باری آ سکتی ہے؛ چنانچہ شکوہ جواب شکوہ کا مجموعہ چھپا اور اُس سے جو آمدنی ہُوئی، وہ علّامہ نے علی بخش کو بہن کی شادی کے لیے دے دی۔

(روایت: عبدالرّشید)

"ہاں، اور اس کی پیشگی ضمانت بھی۔" حدّاد نے بڑے کاروباری لہجے میں کہا۔

"چند دنوں تک تمہیں رقم بھی مل جائے گی۔ میرے پیغام کا انتظار کرو۔"

❁

اتنی بڑی رقم کا انتظام کیتھی کے لیے بہت مشکل تھا لیکن اُس نے اس کے لیے بھی راستہ نکال لیا۔ اُن کے والد نے ترکے میں بعض بہت قیمتی چینی نوادرات چھوڑے تھے جو نیویارک میوزیم میں محفوظ تھے۔ قانونی طور پر ان نوادرات کے مالک اب دونوں بہن بھائی تھے۔ کیتھی نے مائیکل کو پیرس اطلاع دی۔ اُس نے ضروری کاغذات مکمّل کروا کے بھجوا دیے۔ اس کے بعد کیتھی نے نیویارک میوزیم کے انچارج سے ملاقات کی۔ تین چینی نوادرات کی قیمت تین لاکھ ڈالر طے پائی۔ رقم وصول کر کے کیتھی نے مائیکل کو اطلاع دی۔ اُس نے خود پیرس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چند دنوں کے بعد وہ پیرس پہنچی۔ مائیکل کو سارے منصوبے سے آگاہ کیا۔ مائیکل نے بتایا کہ وہ اپنے فلیٹ میں نہیں رہتا۔ حدّاد وہاں رہتا ہے اور اُسے حدّاد پسند نہیں آیا۔

حدّاد نے کیتھی کی ملاقات مارون سے کرائی۔ کیتھی کو مارون بہت دلچسپ لگا۔ وہ گفتگو بھی بہت پُرلطف کرتا تھا۔ کیتھی نے محسوس کیا کہ حدّاد جو کچھ کرنا چاہتا ہے، اُس میں کسی دوسرے کو شریک کرنے کو تیار نہیں۔ جب کیتھی نے اُسے کریدا تو اُس نے سختی سے کہا: "مَیں سارا منصوبہ خود بناؤں گا۔ ساری ذمّے داری میری ہو گی۔ جہاں ضرورت ہو گی تمہیں مطّلع کر دوں گا۔"

دو دن بعد حدّاد، مارون کے ساتھ برلن گیا۔ حدّاد نے مغربی برلن میں ایک ایسے ہوٹل میں قیام کا فیصلہ کیا جس کے کمرے کی کھڑکیاں گلی میں کھلتی تھیں۔ جالی سے وہ ساری آمد و رفت پر نگاہ رکھ سکتا تھا۔ مارون کو اُس نے اُس ہوٹل کے سامنے والے ہوٹل میں ایسا کمرہ لے کر دیا جہاں سے وہ حدّاد کی حفاظت کا کام بہت آسانی سے کر سکتا تھا۔ مارون دلیر اور نیم پاگل تو تھا ہی لیکن اُس کا نشانہ بلا کا تھا۔ انسان کو موت کے گھاٹ اُتارنا اُس کے لیے ایسا ہی تھا جیسے کسی چیونٹی کو مسل دینا۔

امریکی میجر ٹام جو کیتھی کا دوست تھا اور اُن کی مدد کے لیے آمادہ تھا، حدّاد اُس سے ملنے گیا۔ ٹام نے اُسے برطانوی میجر ہنری ریڈ سے ملوایا جس سے حدّاد پہلے بھی ہسپتال میں مل چکا تھا۔ بات چیت کے لیے وہ حدّاد کو ایک نائٹ کلب لے گئے جہاں ننگے جسموں نے ایک طوفانِ بدتمیزی بپا کیا ہوا تھا۔ میجر ہنری ریڈ نے کہا: "مغربی اور مشرقی برلن میں یہ واحد جگہ ہے جہاں انسان آزادانہ گفتگو کر سکتا ہے ورنہ یہاں ہر جگہ خفیہ سُراغ رسانی کے آلات نصب ہیں اور کوئی بات راز نہیں رہتی۔"

چاروں طرف طوفانِ بدتمیزی برپا تھا۔ حدّاد نے محسوس کیا کہ میجر ہنری ریڈ ٹھیک کہتا ہے۔ امریکی میجر ٹام ان دونوں کو چھوڑ کر رنگ رلیاں منانے کھسک گیا۔

"مَیں تمہیں اشاروں میں سب کچھ بتانے کی کوشش کرتا ہوں،" برطانوی میجر ریڈ نے کہا۔ "امریکہ اور برطانیہ کی حکومت بہت خوش ہو گی اگر کسی طرح رڈولف ہیس سے نجات مل جائے۔ بے کار سرمایہ ایک اسّی برس کے بُوڑھے پر ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں ایسے احکام ملے ہیں کہ اگر کوئی ہیس کو چھڑوانے اور اغوا کرنے کی کوشش کرے تو اُس کی راہ میں رُکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ کیتھی ہماری مشترکہ دوست ہے۔" وہ چند لمحوں کے لیے رُکا پھر کہنے لگا: "میرے اشاروں کو پُوری طرح سمجھ رہے ہو نا؟" حدّاد نے جب سر ہلا کر اثبات میں جواب دیا تو وہ کہنے لگا: "شپنیڈوا کا قلعہ برطانوی سیکٹر میں واقع ہے جہاں برطانوی ملٹری پولیس ہر وقت موجود رہتی ہے مگر اس کا انتظام باری باری چاروں ملک ایک ایک ماہ کے لیے سنبھالتے ہیں۔ ہیس بیمار رہنے لگا ہے۔ اُسے جب تکلیف ہوتی

ہے تو قانون کے مطابق برطانوی ملٹری پولیس کے آدمیوں کی نگرانی میں برطانوی ہسپتال لے جایا جاتا ہے۔ وہاں ایک پُورا فلور پُوری حفاظتی تدابیر کے تحت اُس کے لیے مخصوص ہے۔ دو باتیں اہم ترین ہیں۔ شپنیڈوا کے قلعے سے اُسے اُڑایا نہیں جاسکتا نہ ہی ہسپتال پر حملہ کر کے کوئی کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے۔ حفاظت کا انتظام بہت کڑا ہے"۔

حدّاد نے پُوچھا: "اُسے جو کالوائے ہسپتال لے کر جاتا ہے اُس کی کیا تفصیل ہے؟"

برطانوی میجر ہنری ریڈ کا چہرہ کھِل گیا۔

"واقعی تم بات کی تہہ تک پہنچ گئے۔ دو یا زیادہ سے زیادہ تین گاڑیوں میں برطانوی ملٹری پولیس کے آدمی ہوتے ہیں۔ دو ایمبولینس جن میں ایک خالی ہوتی ہے اور دوسری میں ہیس ہوتا ہے"۔

"میں سمجھتا ہُوں کامیابی کے بہت امکانات ہیں"۔

میجر ریڈ حدّاد کی ذہانت پر بہت خوش ہُوا۔

"سٹرو بلنگ کی کیا خبر ہے؟" حدّاد نے پُوچھا۔

"وہ مشرقی جرمنی میں ہے جہاں ٹیکوں کا کورس پُورا کر رہا ہے۔ اُسے سرطان ہو چکا ہے۔ وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہے گا۔ کمونسٹ اُس پر بہت انحصار کرتے ہیں لیکن بیماری کی وجہ سے وہ اب بہت غلطیاں کرنے لگا ہے"۔

حدّاد مُسکرانے لگا۔

حدّاد نے میجر ہنری ریڈ اور امریکی میجر ٹام کے تعاون پر بہت غور کیا۔ وہ اپنا کھیل خود کھیلنا چاہتا تھا اور اس میں کسی کی مداخلت اُسے پسند نہ تھی۔ لیکن امریکی میجر ٹام اور برطانوی میجر ریڈ کے تعاون کے بغیر یہ کام ہونا کسی طور بھی ممکن نہ تھا۔ میجر ریڈ نے چلتے وقت کہا تھا:

"ہمارا تعاون مشروط ہوگا۔ تمہیں ہمیں ہر مرحلے میں ہر تفصیل سے آگاہ رکھنا ہوگا اور ہم جو ہدایات دیں اُن پر تمہیں سو فیصد عمل کرنا ہوگا"۔

حدّاد ذہنی طور پر بہت مصروف تھا۔ وہ اس مشن کی تکمیل کے لیے معمولی سے معمولی جُزئیات پر بھی توجّہ دے رہا تھا۔ تیسرے دن اُسے یقین ہو گیا کہ اُس کی نگرانی مسلسل کی جا رہی ہے۔ اُس کے لیے یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہ تھا کہ یہ لوگ سٹرو بلنگ کے ہیں اور ان کا ارادہ اُسے ختم کرنے کا ہے۔ حدّاد نے مارون کو مطّلع کیا جو دن رات چوکس رہتا تھا۔ اُنھوں نے اُن تعاقب او نگرانی کرنے والے چاروں افراد کے لیے جال تیار کیا اور پھر ایک رات سٹرو بلنگ کے ان کارندوں میں سے تین کا صفایا کر دیا۔ چوتھے کو شدید زخمی کرنے کے بعد حدّاد نے کہا:

"تمہاری جاں بخشی اس لیے کرتا ہُوں کہ تم سٹرو بلنگ جہاں بھی ہے اُسے میرا پیغام پہنچا دو۔ اُسے یہ فون نمبر دے کر میری طرف سے کہہ دینا کہ مَیں اُس سے ملنا چاہتا ہُوں۔ کل رات آٹھ بجے مَیں اس فون نمبر پر ملوں گا۔ مجھ سے رابطہ قائم کرے"۔

چند منٹوں کے بعد حدّاد دوسرے معرکے کی تیاری میں مصروف تھا۔ اُس نے مارون سے کہا: "کل رات کے لیے تیاری کرو۔ ہمارے تُرک دوست زکریا سے کہہ دو کہ وہ ہمارے لیے کچھ آدمیوں کا بندوبست کر دے"۔

دوسرے دن حدّاد نے برطانوی میجر ہنری ریڈ سے ایک اور تفصیلی ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بہت سے اہم معاملات طے پا گئے۔

ٹھیک آٹھ بجے رات سٹرو بلنگ نے اُسے فون کیا۔ "مَیں ایک بیمار آدمی ہُوں"۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "کہو تم کیا چاہتے ہو"۔

"مَیں تم سے ملنا چاہتا ہُوں"۔

"تم میرے تین آدمی ہلاک کر چکے ہو۔ میں تم سے کیوں ملوں؟"

"مَیں ایک اہم پیش کش کرنا چاہتا ہُوں"۔

سٹرو بلنگ ایک گھنٹے کے اندر ایک نیم سُنسان سڑک پر حدّاد سے ملاقات کے لیے آمادہ ہو گیا۔ حدّاد نے فوراً مارون کو اطّلاع دی۔ ملاقات کے وقت سے پہلے

مارون نے وہاں تمام خُفیہ انتظامات مکمّل کر لیے۔ حدّاد مقررہ جگہ پہنچا۔ ایک کار قریب آکر رُکی۔ دروازہ کُھلا۔ اندر سے سٹرو بلنگ کی آواز آئی: "مسٹر حدّاد، کار کے اندر آجاؤ"۔

"تم باہر نکل آؤ۔ مَیں سمجھتا ہُوں کہ ہم دونوں سڑک پر زیادہ بہتر طریقے سے گفتگو کر سکیں گے"۔ اس سے پہلے کہ سٹرو بلنگ کی طرف سے کچھ اصرار بڑھتا، مختلف تاریک گوشوں اور کونوں سے چھُپے ہُوئے تُرک نمودار ہونے لگے۔ وہ مسلح تھے۔ مارون کا ہر انتظام مکمّل تھا۔ سٹرو بلنگ کے محافظوں کے چہرے اُتر گئے۔ سٹرو بلنگ کار سے نکل کر باہر آگیا۔ اُس نے اردگرد پھیلے چوکس اور مستعد مسلح تُرکوں کو دیکھا اور بولا: "مسٹر حدّاد! تم خوش قسمت بھی ہو اور ذہین بھی"۔

"تمہارے تین آدمی مارے جا چکے ہیں۔ اس لیے مجھے تمام حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کا پُورا حق حاصل ہے"۔ حدّاد نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔

"مسٹر حدّاد! مَیں تمہاری بہادری اور پیشہ ورانہ صلاحیّتوں کا دل سے مدّاح ہُوں لیکن تم یہ کبھی نہ بھُولنا کہ مَیں جب چاہوں اسرائیلی ایجنٹوں کو تمہاری خبر دے کر تم سے بھی نجات حاصل کر سکتا ہُوں اور انعام بھی"۔

"یہی وجہ ہے کہ مَیں نے تم سے ملاقات کی ضرورت سمجھی"۔ حدّاد نے جواب دیا۔ "غور سے سُنو! مَیں ہیس کو یہاں سے اغوا کرنے کا منصُوبہ بنا چکا ہُوں جس میں میری کامیابی کے امکانات بہت زیادہ ہیں"۔

سٹرو بلنگ چند لمحے خاموشی سے حدّاد کے چہرے کو گھُورتا رہا پھر کہنے لگا:

"سُنو! اگر ایسا ہی ہے تو پھر مَیں چاہوں گا کہ ہیس کو میرے حوالے کر دیا جائے۔ مجھے اُس کی بہت ضرورت ہے۔ تم جتنا معاوضہ کہو گے مَیں تمہیں دینے کے لیے تیّار ہُوں"۔ سٹرو بلنگ اچانک لہجہ بدل کر کہنے لگا: "لیکن تم تو ایک ہی آقا کا کام کرنے کے عادی ہو۔ اب اپنے آقا سے غدّاری کیوں کر رہے ہو؟ مجھ پر یہ کرم کیوں؟"

حدّاد نے بڑی سنجیدگی سے اس کا جواب دیا:

"مَیں اگر تمہیں یقین دلانے میں کامیاب ہو جاؤں کہ ہیس کو اغوا کر کے تمہارے سپرد کر دوں گا تو اس میں میرا ہی بھلا ہے۔ ایک تو یہ کہ مجھے تمہاری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہوگا۔ مَیں آزادانہ برلن میں اپنا کام کر سکوں گا۔ اور پھر ہیس کو تمہارے حوالے کرنے کے بعد مجھے یہ بھی یقین ہوگا کہ تمہارے اثر و رُسوخ سے اسرائیلی ایجنٹ مجھے نظرانداز کر دیں گے۔ میرے سر کی قیمت اُٹھا کر مجھے آزاد کر دیں گے۔ تم جانتے ہو کہ اسرائیل سے کوئی بات منوانا آسان نہیں لیکن تم یہ کام آسانی سے کر سکتے ہو۔ اُن کے ہاتھ لمبے ہیں۔ وہ کسی وقت بھی مجھے قتل کر سکتے ہیں۔ اپنی جان بچانے کے لیے مَیں یہ سَودا تم سے کرنے پر مجبور ہُوں"۔

"مجھے منظور ہے"۔ سٹرو بلنگ نے کہا۔ "ہیس کے بدلے میں تمہاری زندگی بخش دی جائے گی۔ مَیں اس کا ذمّہ لیتا ہُوں۔ تم کب تک یہ کام کر سکو گے؟"

"فروری کے پہلے دو ہفتوں میں۔ مَیں تمہیں تفصیلات بتانے کا پابند نہیں ہُوں"۔ حدّاد نے جواب دیا۔

"مَیں اس کا مطالبہ نہیں کروں گا۔ مَیں تمہاری کامیابی کا خواہاں ہُوں۔ تم مجھے غچّہ نہیں دے سکتے۔ لیکن ہیس کو میرے حوالے کر کے اسرائیلی ایجنٹوں سے ہمیشہ کے لیے نجات پا سکتے ہو۔ مَیں تمہارے ساتھ رابطہ رکھوں گا"۔

سٹرو بلنگ کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔

❁

حدّاد ہیس کو شپنیڈوا جیل سے اغوا کرنے کا تفصیلی منصُوبہ بنا چکا تھا۔ میجر ریڈ اور میجر ٹام کی اعانت نے اُس کو راہ دکھا دی تھی۔

جب وہ ہوٹل پہنچا تو کیتھی اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ تھوڑی دیر پہلے برلن پہنچی تھی۔ حدّاد اُسے دیکھ کر خوش نہ ہُوا۔ کیتھی اُس سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتی تھی تاکہ وہ جان

سکے کہ حدّاد نے کیا منصُوبہ بنایا ہے۔ حدّاد نے دُرشت لہجے میں کہا:

"تم اور تمہارا بھائی اسے ایک رُومانی مُہم سمجھ رہے ہو گے لیکن میرے لیے ایک کاروبار ہے اور اس میں میری زندگی بھی خطرے میں ملوّث ہو چکی ہے۔ مَیں جو کچھ بھی کروں گا اُس کی بھنک بھی کسی دوسرے کو نہ پڑنے دوں گا۔ مَیں کوئی تفصیل بتانے کے لیے تیّار نہیں۔ اگر تم سمجھتی ہو کہ اس منصُوبے پر رقم خرچ کر کے مجھے ملازم بنا چکی ہو تو مَیں اس منصُوبے سے دستکش ہوتا ہُوں۔"

کیتھی نے فوراً ہتھیار ڈال کر اُس کی شرط تسلیم کر لی۔

❂

حدّاد نے گھر تلاش کرنے کے بعد دروازے پر لگی گھنٹی بجائی۔ ایک آدمی باہر نکلا۔ حدّاد نے کہا" میجر ہنری ریڈ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔" وہ شخص حدّاد کو اندر لے جاتے ہُوئے بولا" مَیں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔"

حدّاد نے جو منصُوبہ بنایا تھا اُس میں ہیس کو شپنیڈوا جیل سے برطانوی ملٹری ہسپتال جاتے وقت راستے میں اغوا کرنا تھا۔ انتظامات اور تعاون کے سلسلے کی ایک اہم کڑی یہ برطانوی سارجنٹ افسر گکسلے تھا جس سے وہ ملنے آیا تھا۔

گکسلے برطانوی ملٹری پولیس میں تھا۔ پھر اُس نے ایک جرمن خاتون سے شادی کر لی جو عمر میں اُس سے نصف تھی۔ اُس نے اپنا تبادلہ شپنیڈوا جیل کے عملے میں کروا لیا تھا۔ میجر ہنری ریڈ اُسے منصوبے کے بارے میں سب کچھ بتا چکا تھا۔ اب حدّاد اُس سے معاملات طے کرنے آیا تھا۔ سب سے پہلے حدّاد نے کُرید کُرید کر وارنٹ افسر گکسلے سے ہیس کا حلیہ پُوچھا۔ جب اُس کی تسلّی ہو گئی تو دوسرے اُمور پر تفصیل سے گفتگو شروع ہُوئی۔ گکسلے کو پہلے ہی ہدایت مل چکی تھی کہ اُسے حدّاد کے ساتھ بھرپُور تعاون کرنا ہے اس لیے اُس نے بڑی تفصیل سے حدّاد کے ہر ایک سوال کا تسلّی بخش جواب دیا اور اُن ذمّے داریوں کو پُوری طرح نبھانے کا وعدہ کیا جو اُس پر عائد ہوتی تھیں۔ حدّاد نے اُسے بھاری معاوضہ اور انعام دینے کا یقین دلایا تو وارنٹ افسر گکسلے بہت خوش ہُوا۔

❂

کیتھی امریکی میجر ٹام کے ساتھ تھیٹر دیکھ رہی تھی جب میجر ٹام نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا" یہ سٹروبلنگ ہے۔ تمہارا دوست حدّاد اس سے وعدہ کر چکا ہے کہ وہ ہیس کو اس کے سپرد کر دے گا۔ وہ تم سے دھوکا کر رہا ہے۔" کیتھی حیرت سے سُنتی رہی میجر ٹام کہہ رہا تھا:

"حدّاد کا ایک دوست اور محافظ مارون ہے۔ مَیں جاننا چاہتا ہُوں کہ وہ کہاں رہتا ہے۔"

"تم چاہتے ہو کہ مَیں حدّاد کی مُخبری کروں۔"

"مَیں تمہارے بھلے ہی کے لیے کہہ رہا ہُوں۔ یہ دُرست ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کی حکومتیں ہیس کے اغوا میں دلچسپی رکھتی ہیں لیکن مَیں سارا تعاون تمہاری دوستی اور خوشنودی کے لیے کر رہا ہُوں۔ تمہارا آدمی ناقابلِ اعتبار ثابت ہو رہا ہے اس لیے تمہیں چاہیے کہ اُس کی ایک ایک حرکت کی خبر مجھے دو۔ ہر طرح کی معلومات جو تمہارے علم میں آئیں، مجھے بتا دو۔ یُوں وہ تمہیں دھوکا نہیں دے سکے گا۔"

"مَیں سوچ کر بتاؤں گی۔" کیتھی نے جواب دیا۔

❂

اُس روز کیتھی نے حدّاد سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں اُس نے میجر ٹام کے شکوک و شبہات کا اظہار کیا تو حدّاد نے کسی طرح کی دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ کیتھی کہنے لگی:

"برطانیہ اور امریکہ ہیس میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ سٹروبلنگ سے تم وعدہ کر چکے ہو۔ میرے لیے تم کام کر رہے ہو۔ دراصل تم کس کے ساتھ ہو؟"

حدّاد ہنستے ہُوئے کہنے لگا:

"وقت آنے پر سب کو معلوم ہو جائے گا کہ میں کس کے لیے کام کر رہا ہوں۔ لیکن اتنی تسلّی دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔"

❁

حدّاد کا منصوبہ بہت سادہ لیکن بے حد پیچیدہ اور خطرناک تھا۔

امریکی میجر ٹام اور برطانوی میجر ہنری ریڈ اُس کی مدد کے لیے تیار تھے۔ فروری میں اپنی باری پر فرانسیسی سٹاف نے شپنیڈو جیل کی نگرانی کی ذمّے داری سنبھالنی تھی۔ امریکی میجر اور برطانوی میجر دونوں کا متّفقہ فیصلہ تھا کہ یہ کام اُس زمانے میں ہونا چاہیے جب جیل کی نگرانی ان دونوں ملکوں کے سپرد نہ ہو۔ رڈولف ہیس دمے کا پُرانا مریض تھا۔ بہت سی اشیا سے اُسے شدید الرجی تھی، اس لیے ان میں سے کسی ایک چیز کا اُس کو سُونگھا دینا اس کو شدید علیل کرنے کے لیے کافی تھا۔ یُوں اُسے فی الفور برطانوی ملٹری ہسپتال میں لے جایا جاتا۔ ساری کارروائی راستے میں ہونی تھی۔ راستے ہی میں اُسے غائب کیا جانا تھا۔ سارجنٹ ککسلے نے خصوصی مدد فراہم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ شپنیڈو جیل میں ہیس کی خصوصی دیکھ بھال پر مامور تھا۔

حدّاد نے اپنے منصوبے کی تکمیل کے لیے معمولی سے معمولی جزئیات کا بھی دھیان رکھا تھا اور پھر جبیب نے اُس کی مشکل بہت آسان کر دی تھی۔

جبیب فلسطینی تھا جو بیروت میں پناہ گزین ہُوا تھا۔ بیروت میں جب یہودیوں نے فلسطینیوں کو تباہ کرنے کا عمل شروع کیا تو حدّاد اور جبیب کی ملاقات ہُوئی اور یہ ملاقات ایک ایسی دوستی میں تبدیل ہو گئی جو بہت گہری تھی۔ جبیب بہت عمدہ ڈرائیور تھا۔ کار ریسنگ اُس کا شوق بھی تھا اور پیشہ بھی۔ لیکن بیروت میں یہودیوں سے مقابلے میں اُس کی ٹانگ شدید زخمی ہُوئی۔ عرصے تک وہ بیمار رہا۔ جب آرام آیا تو بیروت میں حالات اُس کے موافق نہ تھے۔ وہ شادی شدہ اور ایک دس گیارہ برس کے بیٹے کا باپ تھا۔ حدّاد کی کوششوں سے وہ جرمنی پہنچا اور وہاں کار ریسنگ کے چھوٹے چھوٹے مقابلوں میں حصّہ لینے کے قابل ہو چکا تھا۔ حدّاد کے اُس پر بہت احسان تھے اور وہ حدّاد کے لیے اپنی جان تک دے سکتا تھا۔

جیب حدّاد نے اُسے اپنا مسئلہ سُنایا تو اُس نے کہا:

"بھائی، میرا تو کام ہی یہ ہے۔ تم چاہتے ہو کہ وقت مقرّرہ پر وہاں میں ایسا حادثہ کر دوں۔ حادثوں سے کھیلنا، بچنا اور حادثوں میں کُودنا تو میرا پیشہ ہے۔ تم مجھے وہ جگہ بتا دو اور ایک کار کا انتظام کر دو۔ تم جیسے کہو گے، ویسا ہی وہاں ہو جائے گا۔"

حدّاد کی بہت بڑی مشکل آسان ہو گئی۔ رڈولف ہیس کو شپنیڈو جیل سے نکالنا اب ناممکن نہ رہا تھا۔

❁

حدّاد اُن دنوں بے حد مصروف تھا۔ ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اُس نے کیتھی سے کہا: "اب تمہیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ مجھے اتنا بتا دو کہ میں ہیس کو کس ملک میں پہنچاؤں؟"

"کیا تمہیں اپنی کامیابی کا یقین ہو چکا ہے؟"

حدّاد قدرے تلخی سے مُسکرایا۔ "یقین نہ ہوتا تو میں یہ سوال نہ پُوچھتا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی یہ ہے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ رڈولف ہیس کی منزل کون سی ہو گی۔"

کیتھی چند لمحے سوچتی رہی اور پھر بولی:

"اگر اُسے یونان پہنچا دیا جائے تو وہاں سے ہم امریکہ خود لے جا سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ تمہارا آدمی تمہیں ایتھنز میں مل جائے گا۔ میرا تمہارا رابطہ رہے گا۔ اس دوران میں تم پیرس چلی جاؤ۔"

"ہاں یہی مناسب ہے۔ میں مائیکل کے پاس ٹھہروں گی۔"

دوسرے دن کیتھی پیرس روانہ ہو گئی۔

❁

کرائے پر حاصل کی گئی کار آئرلینڈ کے دارالحکومت ڈبلن سے باہر نکلی۔ کار کی رفتار تیز تھی۔ اس میں ڈرائیور کے علاوہ دو محافظ تھے اور سٹروبلنگ۔

شدید سردی تھی۔ سٹروبلنگ نے گرم لباس پر ایک بھاری اوورکوٹ پہن رکھّا تھا۔ اس کے باوجود سردی محسوس کر رہا تھا۔ چہرے پر زردی تھی۔ موت اُسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ سرطان کا مریض.. چند ہفتوں یا زیادہ سے زیادہ چند مہینوں کا مہمان۔ مرنے سے پہلے وہ سب کو نگنی کا ناچ نچانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اُسے علم تھا کہ کمونسٹ اب اُس کو دل سے نکال چکے ہیں۔ وہ اب اُس کی موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ عملی طور پر وہ اُس کی اہمیّت اور حیثیّت کو ذہن سے خارج کر چکے ہیں لیکن وہ ابھی برتری کا سکّہ جمانا چاہتا تھا۔ ہیس کو اپنے قبضے میں لے کر وہ کمونسٹوں کے علاوہ ساری دُنیا کو چکّر دے سکتا تھا۔

وہ آخری فاتحانہ قہقہہ لگانے کے لیے اپنی زندگی کے آخری دنوں کو بھی داؤ پر لگا چکا تھا۔ وہ حدّاد پر اعتبار کرنے کے لیے تیّار نہ تھا لیکن یہ جانتا تھا کہ حدّاد ہی واحد شخص ہے جو ہیس کو آزاد کرا سکتا ہے۔ اُسے حدّاد کے منصوبے کا تو علم نہ تھا لیکن وہ بہت ہی دوسری معلومات حاصل کر چکا تھا۔ وہ حدّاد کو لاچار اور بے بس کر دینا چاہتا تھا تاکہ وہ اُس سے کوئی چال نہ چل سکے، اس لیے اُس نے ایسے شدید موسم میں آئرلینڈ کا سفر کرنا قبول کر لیا تھا۔

آئرش دہشت پسندوں کے ایک سردار سے اُس کا معاملہ طے پا چکا تھا۔ وہ اُن کے لیے کلاشنکوف رائفلیں لے کر آیا تھا۔ ان کے بدلے میں اُسے تین آئرش دہشت پسندوں کی غیر مشروط خدمات حاصل ہونے والی تھیں جو اُس کے اشارے پر ہر کام کے لیے رضامند تھے۔

ایک دُور افتادہ آئرش گاؤں جو سڑک کے کنارے واقع تھا، وہاں یہ سودا طے ہُوا۔ آئرش دہشت پسندوں کے سردار نے کلاشنکوف رائفلوں کو گِنا، پرکھا اور پھر تین آدمی اُس کے سامنے لا کھڑے کیے۔ تینوں آدمی صحت مند، مضبوط اور دُرشت چہرے والے دہشت گرد تھے۔ اُس کا تعارف کرایا گیا۔ تیسرے آدمی کے بارے میں اُسے بتایا گیا: "یہ پیٹ ہورگن ہے۔ ایک عرصہ تک برطانوی ملٹری پولیس اس کی تلاش میں رہی۔ اس نے کئی برطانوی فوجیوں کو قتل کیا ہے۔ اب اس کے بارے میں وہ یقین کر چکے ہیں کہ یہ مر چکا ہے۔ ان تینوں میں پیٹ ہورگن سب سے قیمتی اور کارآمد شخص ہے۔ دوسرے دونوں اس کے اُن احکام پر عمل کریں گے جو آپ پیٹ ہورگن کو دیں گے۔"

سٹروبلنگ نے اُن تینوں کو کار میں سوار کر لیا اور بولا:

۱۸۸۴ء کا لاہور

اس زمانے میں سر سیّد کی آمد اور اُن کے پروگرام کی ایک خاص اہمیّت تھی بلکہ لاہور اور امرتسر والوں میں مقابلہ ہوتا تھا کہ جو شہر آبادی کے لحاظ سے جو مرتبہ رکھتا ہو اُس لحاظ سے چندے کی مقدار بھی زیادہ ہو۔

سر سیّد کی سلامتیٔ عمر کی دُعائیں مانگی جاتی تھیں وہ بھی اس طرح کی کہ خُدا کو ایک میموریل بھیجا گیا: "بحضور خداوندِ عالم عالمیاں، باشندگانِ عالم کی مجموعی تعداد میں ـــــ بحساب اوسط کچھ سال کم کر دیے جائیں تو بڑی خوشی سے اپنی ناچیز عمروں میں سے فی کس کم از کم ایک دن اِس (سر سیّد) کی زیادہ عمر کی خاطر دینے کے لیے تیّار ہیں۔ اس حساب سے پچّیس کروڑ دنوں کے جمع ہونے سے صدہا سال اُس ایک مرد (سر سیّد) کی عمر میں زیادہ ہو سکتے ہیں۔"

(تاریخ کے آئینے میں ـــــ نظیر حسین زیدی)

"میں نے معاہدے کی پہلی شرط پوری کر دی۔ جب میرا کام ختم ہوگا اور تمہارے یہ آدمی واپس آئیں گے تو میں بقایا اسلحہ اور گرنیڈ فراہم کر دوں گا۔"

تھوڑی دیر کے بعد وہ نیلی کار واپس ڈبلن کی طرف پوری رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ پیٹ ہورگن نے کھردرے لہجے میں پوچھا: "آپ اب ہمیں کہاں لیے جا رہے ہیں"۔

"پیرس" سٹروبلنگ نے جواب دیا۔

مائیکل اور کیتھی کی ملاقات پیرس میں ہوئی۔ چونکہ تنظیم اس سارے منصوبے سے دستکش ہو چکی تھی، اس لیے اب مائیکل اور کیتھی ہی اس کے اخراجات کے ذمے دار تھے۔ مائیکل نے بتایا کہ اب تک ایک لاکھ ڈالر کی رقم حداد کو پہنچا دی گئی ہے، ڈیڑھ لاکھ ڈالر کی رقم اُسے کام ختم ہونے پر مل جائے گی۔

کیتھی نے اُسے بتایا کہ وہ اب حداد کے پیغام آنے تک پیرس میں اُسی کے فلیٹ میں ٹھہرے گی۔ کیتھی نے اُسے بتایا کہ اُن کی ایک بزرگ مہربان دوست مادام اوریل شدید بیمار ہے۔ کیتھی نے پروگرام بنایا کہ وہ پیرس میں اپنے چند نجی کاموں سے فارغ ہو کر سہ پہر کے بعد مادام اوریل کی تیمارداری کے لیے جائے گی اور پھر وہاں سے واپس فلیٹ میں آ جائے گی۔ مائیکل نے فلیٹ ہی میں انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

گیارہ بجے مائیکل چند ضروری چیزوں کی خریداری کے لیے فلیٹ سے نکلا۔ ایک گھنٹے کے بعد واپس آیا تو عمارت کے محافظ نے اُسے بتایا کہ دو انتہائی مشکوک آدمی اُس کا پتہ پوچھ رہے تھے اور اُس کے فلیٹ کو بھی دیکھنے گئے تھے اور ابھی نکڑ پر اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہے۔

مائیکل نے فلیٹ میں جا کر کھڑکی سے باہر دیکھا تو اُسے واقعی ایک شخص وہاں کھڑا دکھائی دیا جو اسی عمارت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وقفے وقفے کے بعد وہ کھڑکی سے دیکھتا رہا۔ وہ شخص اُسے ہر بار وہیں کھڑا دکھائی دیا۔ مائیکل کی پریشانی میں اضافہ ہونے لگا۔ شدید بارش کے باوجود وہ شخص وہیں ڈٹا کھڑا تھا جب بارش تیز ہو گئی اور تین بجے کا وقت ہو گیا تو فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ مائیکل نے چونک کر اُٹھایا۔ دوسری طرف حداد برلن سے بول رہا تھا۔ اُس نے کیتھی کے متعلق پوچھا۔ مائیکل نے اُسے بتایا کہ وہ کہاں گئی ہے اور یہ بھی بتایا کہ اُس کے فلیٹ کی مسلسل نگرانی کی جا رہی ہے۔ چند لمحے کی خاموشی کے بعد حداد نے کہا: "کیا تم اس وقت اپنے فلیٹ میں اکیلے ہو؟" مائیکل نے اثبات میں جواب دیا تو حداد نے کہا: "اندر سے چٹخنی لگا کر پھر میری بات سنو۔"

مائیکل نے اُس کی ہدایت پر عمل کیا۔ حداد کہہ رہا تھا: "جس طرح بھی ہو فون پر کیتھی سے رابطہ قائم کر کے اُسے کہو کہ وہ اس فلیٹ میں واپس نہ آئے۔ نصف گھنٹے کے بعد میں تمہیں پھر فون کروں گا۔ جتنا جلد ہو سکے فون پر کیتھی سے رابطہ قائم کرو... جلد!"

مائیکل نے مادام اوریل کے ہاں فون کیا۔ لیکن کیتھی وہاں نہ پہنچی تھی۔ اُس نے جہاں جہاں بھی کیتھی کے پائے جانے کا امکان تھا وہاں فون کیا لیکن کیتھی سے کوئی رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ نصف گھنٹے کے بعد حداد کا ٹیلی فون پھر آیا۔ مائیکل نے اپنی ناکامی کا اظہار کیا تو حداد کی آواز میں تناؤ سا پیدا ہو گیا۔ مائیکل نے اُس کے سوال کے جواب میں بتایا کہ وہ آدمی ابھی تک نکڑ پر کھڑا ہے۔ حداد نے کہا: "غور سے سنو، یقیناً یہ سٹروبلنگ کی چال ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنی بہن کی حفاظت کے لیے اپنے لیے خطرہ مول لو۔ چونکہ کیتھی کی واپسی کا کچھ علم نہیں اس لیے تم یہاں اُس کے لیے ایک رقعہ چھوڑ دو کہ وہ جس وقت یہاں آئے، فوراً ہی اپنے کسی دوست کے ہاں چلی جائے ___ تم یہ پیغام چھوڑ کر نکلو اور جو آدمی وہاں تمہاری نگرانی پر مامور ہے اُس کو غچہ دے دو۔ اپنے آپ کو ہجوم میں رکھنا۔ جتنی دیر ہو سکے تم اُن کو اپنے پیچھے لگائے رکھو تا کہ وہ فلیٹ کا رُخ نہ کر سکیں اور کیتھی وہاں سے نکل جائے۔ اب جلدی سے اپنے مشن پر روانہ ہو جاؤ۔"

فون بند ہو گیا۔

مائیکل کے پسینے چھوٹنے لگے۔ وہ نازک مزاج انسان تھا لیکن اب خطرے کے پیشِ نظر حدّاد کے مشورے پر عمل کرنے پر مجبور تھا۔ اُس نے جلدی جلدی ایک رُقعہ لکھا۔ اُسے ٹیلی فون والی میز پر رکھّا تاکہ کیتھی اندر داخل ہوتے ہی اُسے دیکھ سکے۔ پھر اُس نے برساتی پہنی اور فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

جونہی مائیکل موڑ مُڑا اُس نے محسوس کیا کہ اُس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ نصف گھنٹے کے بعد اُسے یقین ہو گیا کہ اُس کا تعاقب کرنے والا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ایک بات مائیکل کے ذہن میں بار بار آتی تھی کہ جتنا زیادہ وقت ممکن ہو اُسے ان دونوں کو اپنے پیچھے لگائے رکھنا چاہیے تاکہ کیتھی محفوظ رہ سکے۔ اُسے احساس تھا کہ اصل خطرہ کیتھی کو درپیش ہے۔ تاریکی چھانے لگی۔ مائیکل پُوری کوشش کر رہا تھا کہ وہ حدّاد کی ہدایت کے مطابق اُن کی نگاہوں میں بھی رہے اور کسی سُنسان جگہ بھی نہ جائے۔ اُس نے فرانس کے زُعما کے تاریخی قبرستان کا رُخ کیا جہاں شام گئے تک سیّاحوں اور غیر ملکیوں کا ہجوم رہتا تھا۔ مائیکل نے وہاں جانے کا غلط وقت انتخاب کیا تھا۔ قبرستان کے دروازے چھ بجے شام بند کر دیے جاتے تھے اور اس وقت ساڑھے پانچ ہونے لگے تھے۔ اُس کا تعاقب کرنے والے دونوں آئرش دہشت پسند اُس کے قریب آتے جا رہے تھے۔ سیّاح آہستہ آہستہ وہاں سے نکل رہے تھے۔ قبرستان پر خاموشی اور تاریکی چھا رہی تھی۔ مائیکل کے دل نے کہا کہ خطرہ صرف کیتھی ہی کو لاحق نہیں اُسے بھی ہے۔

چھ بج گئے تھے۔

وہ قبرستان جہاں تاریخ ساز ہستیوں کی قبریں تھیں، اب سُنسان اور ویران ہو چکا تھا۔ مائیکل نے گھڑی دیکھی اور بے اختیار اُس کے سینے سے آہ نکلی۔ دروازے بند ہو چکے تھے۔ اب قبرستان میں وہ تھا یا اُس کا تعاقب کرنے والے جو اُسے تلاش کر رہے تھے۔ وہ دم سادھے ایک قبر کے پیچھے درخت کی گھنی تاریکی میں بیٹھا رہا جب اُسے قدموں کی چاپ دُور جاتی ہُوئی سُنائی دی تو وہ دبے پاؤں چلنے لگا۔ بارش تیز تھی اور قبرستان کی چار دیواری دُور۔ اُس نے قبرستان کی دیوار پھلانگ کر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس قبر سے قبرستان کی دیوار تک پہنچنے میں اُسے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ وہ قدم قدم پر چونکتا، رُکتا اور پھر کسی قبر کی لوح کے پیچھے چھپ جاتا۔ کئی بار ایسا ہُوا کہ اُس کا تعاقب کرنے والے قدرے فاصلے سے گزر گئے۔ تاریکی میں یہ خطرناک آنکھ مچولی کھیلتے ہُوئے وہ بالآخر دیوار تک پہنچ گیا۔ اُس نے دیوار کا ایک ایسا حصّہ تلاش کر لیا جس کے قریب ایک درخت تھا۔ وہ بڑی احتیاط سے درخت پر چڑھا پھر دیوار تک پہنچا۔

کئی لمحوں تک وہ دم سادھے بیٹھا رہا پھر چھلانگ لگا دی۔ چند منٹوں کے بعد وہ ایک ٹیکسی روکنے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور اُس کی ہیئت کذائی دیکھ کر حیران سا رہ گیا لیکن بولا نہیں۔ اس کا لباس تربتر اور گندہ تھا۔ اُس کے چہرے اور ہاتھوں پر خراشیں تھیں۔ وہ کافی دیر تک ٹیکسی والے کو اِدھر اُدھر گھماتا رہا تاکہ اُس کا تعاقب کرنے والے اُس کا پیچھا نہ کر سکیں۔ اُسے اطمینان تھا کہ اب تک کیتھی فلیٹ پہنچ کر اُس کا رُقعہ پڑھ کر کسی محفوظ مقام پر جا چکی ہو گی۔

* * *

چھ بجے کے لگ بھگ کیتھی فلیٹ کے اندر داخل ہُوئی۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹیلی فون کے قریب رکھّے رُقعے کو اُٹھا کر پُوری طرح پڑھ سکتی، ایک آدمی ایک گوشے سے نمودار ہُوا جس کے ہاتھ میں پستول تھا۔ ایک دوسرا آدمی بھی نمودار ہُوا۔ وہ بھی مسلّح تھا: "ہمارے ساتھ چلو۔ اگر ذرا سا پس و پیش کیا تو جان کی خیر نہیں"، کیتھی نے اُس آدمی کو دیکھا۔ وہ سٹروبلنگ تھا۔ دوسرا آدمی جسے وہ نہیں جانتی تھی، پیٹ ہورگن تھا۔ وہ خاموشی سے اُن کے

ساتھ چل دی۔ اُسے معلوم تھا کہ مزاحمت بے کار ہو گی۔

* * *

ساڑھے آٹھ بجے مائیکل فلیٹ میں پہنچا تو کھلا دروازہ دیکھ کر اُس کا ماتھا ٹھنکا۔ وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ دوسری طرف حدّاد تھا۔ مائیکل نے اُسے کمرے کی حالت بتائی۔ وہ رقعہ جو کیتھی کے نام چھوڑ گیا تھا وہ میز کے نیچے پڑا تھا۔ حدّاد نے سب کچھ خاموشی سے سُنا اور بولا:

"تمہارے پاس اس وقت کتنی رقم ہو گی؟"

مائیکل کو یہ سوال بہت عجیب سا لگا۔ اُس نے اپنا بٹوہ نکالا، رقم دیکھی اور بولا: "خاصی رقم کے کریڈٹ کارڈ ہیں اور نقد بھی اچّھی خاصی رقم ہے۔"

"تو پھر دھیان سے سُنو۔ تم فوراً برلن پہنچ جاؤ۔ ہوائی اڈّے پر میرے آدمی تمہارا انتظار کریں گے۔ وہ کیتھی کو لے گئے ہیں لیکن وہ اُسے برلن ہی لائیں گے۔ جلد یہاں سے نکلو اور ہوائی اڈّے کا رُخ کرو۔"

فون بند ہو گیا۔

مائیکل بہت سٹپٹایا۔ وہ بہت تھکا ہُوا تھا لیکن اُس نے جلدی سے لباس بدلا اور پھر فلیٹ سے باہر نکل آیا۔

* * *

برلن کے ہوائی اڈّے پر حدّاد کے آدمی اُس کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ مائیکل کو ہوٹل لے گئے جہاں حدّاد ٹھہرا ہُوا تھا۔

"میری بہن کا کچھ پتہ چلا؟"

"ہاں، وہ سٹروبلنگ کے قبضے میں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سٹروبلنگ کے بُلاوے پر میں اُس سے اکیلا ملنے جا رہا ہُوں۔ اُس کی شرط ہے میں اکیلا ہی آؤں۔"

* * *

پُرانے گرجے کے سامنے کار آ کر رُکی۔ پہلے چند مسلّح آدمی نکلے جنہوں نے آس پاس کا بغور جائزہ لیا۔ اس کے بعد سٹروبلنگ اپنے آپ کو چھپاتا کار سے باہر نکلا۔

حدّاد نے چند قدم آگے بڑھ کر کہا: "میں تمہیں یقین دلا چکا تھا کہ ہیس تمہارے ہی حوالے کروں گا۔ پھر اس خاتون کو اغوا کرنے کی زحمت کیوں برداشت کی؟"

"میں اپنے طور پر اپنے معاملات کو یقینی بنایا کرتا ہُوں۔" سٹروبلنگ نے کہا۔ "اب تمہیں میری شرائط تسلیم کرنی ہوں گی۔ تمہارا ساتھی اور محافظ مارون مجھے زندہ ملنا چاہیے تاکہ میں اُسے ہلاک کر سکوں۔ وہ میرے تین آدمیوں کو قتل کر چکا ہے۔"

ایک لمحہ رُکے بغیر حدّاد نے جواب دیا: "میں اُس کا پتہ بھی نہیں بتاؤں گا اور نہ تمہارے حوالے کروں گا۔ یہ طے شُدہ بات ہے۔"

"میں کیتھی کو قتل کر دُوں گا۔"

"بے شک اُسے قتل کر دو۔" حدّاد نے کہا "لیکن ایک تو مارون تمہیں نہ ملے گا دوسرے ہیس بھی۔ تمہیں یقین کر لینا چاہیے کہ صرف اور صرف میں ہی ہیس کو اُس قید خانے سے نکال کر آزاد کر سکتا ہُوں۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہُوں کہ تم پُرانی شرائط پر قائم رہو۔ یہودی ایجنٹوں سے مجھے تحفّظ دلوا دو۔ میں ہیس کو تمہارے حوالے کر دُوں گا۔ جب تک ہیس کو تمہارے حوالے نہیں کرتا تم یرغمال کے طور پر کیتھی کو رکھ سکتے ہو لیکن یاد رکھّو اگر اُسے معمولی سی تکلیف بھی پہنچی تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ میں تمہارے ہاتھ لگنے سے پہلے ہیس کو بھی ٹھکانے لگا دُوں گا۔"

سٹروبلنگ کے چہرے کے رنگ بدل رہے تھے۔

"ٹھیک ہے۔ میں مارون کا مطالبہ ترک کرتا ہُوں۔ لیکن جُونہی مجھے اُس کا سُراغ ملا میں اُسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیتھی میرے پاس رہے گی۔ اُسے کوئی تکلیف نہ ہو گی لیکن اب میرا ایک آدمی تمہارے ساتھ رہے گا۔ وہ آئرش ہے۔ تم ہیس کو رہا کرنے کے لیے جو گروپ بنا رہے ہو، اُس میں بھی شامل کر کے تم اُس سے بہت مدد حاصل کر سکتے ہو۔ وہ میرا نمائندہ ہو گا جو

اس بات کی تسلی کرتا رہے گا کہ تم مجھ سے غدّاری نہیں کرو گے۔"

حدّاد نے فوراً یہ شرط تسلیم کر لی۔ حالات کا تقاضا یہی تھا کہ وہ اس وقت کسی نئے جھگڑے میں ملوّث نہ ہو۔ حدّاد اور سٹروبلنگ کے درمیان اس کے بعد ہیس کے بارے میں کچھ گفتگو ہوئی۔ پھر سٹروبلنگ نے آواز دی: "پیٹ ہورگن سامنے آؤ۔" جب وہ سامنے آگیا تو سٹروبلنگ نے آواز دی: "تم اب حدّاد کے ساتھ رہو گے۔" پیٹ ہورگن کا چہرہ کچھ اور درشت ہوگیا۔ آخری لمحوں میں یہ بھی طے پا گیا کہ حدّاد ہفتے میں ایک بار فون پر کیتھی سے گفتگو کر سکے گا۔

چلتے چلتے سٹروبلنگ نے کہا:

"مسٹر حدّاد! یہ معلوم کرنے کی کوشش نہ کرنا کہ کیتھی کو کہاں رکھا گیا ہے۔"

پھر اُس نے پیٹ ہورگن کی طرف دیکھا اور بولا:

"تم مجھے مقرّرہ وقت پر رپورٹ دیا کرو گے۔"

❂

معاملات طے پا چکے تھے۔ حدّاد بے حد مصروف تھا۔ اُس نے اپنی ٹیم تیار کر لی تھی جس میں اب پیٹ ہورگن بھی شامل ہو گیا تھا۔ ان سب کے لیے ایک محفوظ ٹھکانہ تلاش کیا گیا تھا جہاں سب مل جل کر کام کرتے اور رہتے تھے۔ سارجنٹ افسر کیکسلے نے اُن لوگوں کو ضروری تربیت دینے کا پروگرام شروع کر دیا تھا کیونکہ حدّاد کے منصوبوں کا ایک حصّہ یہ بھی تھا کہ جب ہیس کو ہسپتال میں جاتے وقت راستے میں حادثے کے ذریعے روک لیا جائے تو اُس وقت وہاں جو ملٹری پولیس کے افراد عین موقع پر پہنچ جائیں وہ اُس کے اپنے آدمی ہوں، اُس لیے اُس کی ٹیم کے افراد کو سارجنٹ افسر کیکسلے ملٹری پولیس کی تربیت دے رہا تھا تاکہ کسی اصلی سپاہی کی آمد سے کوئی شک یا گھپلا پیدا نہ ہو جائے۔ تمام تیّاریاں پُوری تفصیلات کے ساتھ ہو رہی تھیں۔ آئرش دہشت پسند اور سٹروبلنگ کے نمائندے پیٹ ہورگن کا رویّہ بہت ہی متکبّرانہ تھا۔ وہ کسی کو خاطر ہی میں نہ لاتا تھا۔ آئرش ہونے کی وجہ سے اُسے سارجنٹ افسر کیکسلے سے تو بہت ہی نفرت تھی کیونکہ وہ برطانوی تھا۔ سارجنٹ افسر کیکسلے اُس کی بدتمیزیوں کو برداشت کر رہا تھا لیکن جان بوجھ کر طرح دے رہا تھا کیونکہ اُس کے دل میں پیٹ ہورگن کے بارے میں شبہہ ہو گیا تھا کہ یہ کوئی مشکوک شخص ہے جس کے بارے میں اُس کی اپنی حکومت بھی دلچسپی لیتی رہی ہے لیکن یہ کون ہے اس کی وہ صحیح شناخت نہ کر سکا تھا۔

کیتھی سٹروبلنگ کی قید میں تھی۔ حدّاد نے اُس سے فون پر گفتگو کرتے ہوئے تسلی دی تھی کہ وہ جلد ہی رہا کر دی جائے گی۔ اُس نے مائیکل کے بارے میں بھی بتایا تھا کہ وہ اس وقت برلن میں ہے اور اُس کے ساتھ ٹیم میں شامل ہو چکا ہے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ آئندہ اُس کی مائیکل سے ٹیلی فون پر گفتگو کروا دی جائے گی۔

❂

زیرِ زمین دُنیا کے بے تاج بادشاہ تُرک زکریا سے حدّاد کی خصوصی ملاقات ہوئی۔ زکریا کے مطالبات خاصے تکلیف دہ تھے لیکن کام کی نوعیت ایسی تھی کہ وہ صرف اور صرف زکریا ہی کر سکتا تھا، اس لیے حدّاد نے زیادہ بحث نہیں کی اور جو معمولی سی رعایت زکریا نے اُسے دی اُس پر بھی اُس کا پُرجوش شکریہ ادا کیا۔ پچاس ہزار ڈالر میں وہ اہم معاملات طے ہو گئے تھے جن کے بغیر ہیس کو آزاد کرانا ممکن نہیں تھا۔

فروری کے دوسرے ہفتے میں برلن میں یُونان اور جرمنی کی فٹ بال ٹیموں کے درمیان ٹیسٹ میچ ہو رہا تھا۔ حدّاد نے زکریا کو سات تصویریں دیں جن میں ایک بُڈھے بھڑوس کی تصویر بھی شامل تھی۔ حدّاد نے کہا اُسے سات یونانی پاسپورٹ چاہییں جن پر تصویریں تو یہ لگی ہوں لیکن نام اور پتے یونانیوں کے ہوں۔ ایسے یونانیوں

کے جو حقیقت میں بھی وجود رکھتے ہوں۔

زکریا نے یہ کام کرنے کی حامی بھرتے ہوئے کہا: "یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ ایتھنز میں میرے آدمی ایسے سات افراد کے صحیح نام اور پتے فراہم کر دیں گے جن کا حلیہ بھی ان تصویروں سے ملتا ہو۔ سات جعلی یونانی پاسپورٹ تیار کرنا بھی کوئی مشکل کام نہ تھا۔

دوسرا کام مشکل، عجیب اور انوکھا تھا۔ حدّاد نے زکریا کو بوڑھے جھڑوس کی تصویر دکھاتے ہوئے کہا:

"مجھے اس شکل اور اس عمر کا ایک مُردہ فروری کے دوسرے ہفتے میں چاہیے۔ وہ لوگ جو مُردوں کے چہروں کی آرائش وغیرہ کرتے ہیں۔ اُن میں سے کسی کے ساتھ تمہارا واسطہ ضرور ہو گا۔ لاش جب مجھے ملے تو وہ تر و تازہ دکھائی دینی چاہیے جیسے اُس کو مرے زیادہ عرصہ نہ ہُوا ہو۔"

زکریا خوب ہنسا اور بولا "یہ کام تو بہت آسان ہے۔ گورکنوں اور مُردوں کی آرائش کرنے والا ایک اپنا قریبی کارندہ ہے۔ اس حُلیے اور قد و قامت کی لاش نہ ملی تو ہم کسی زندہ آدمی کو لاش بنا دیں گے۔"

حدّاد کو یقین تھا کہ زکریا سارے کام خوش اُسلوبی سے انجام دے گا۔

❁

میجر ہنری ریڈ نے برطانوی ملٹری پولیس کی مطلوبہ وردیاں فراہم کر دیں۔ مارون وردی پہن کر بہت ہنسا اور کہنے لگا:

"حدّاد! تم سے چند باتیں علیحدگی میں کرنی ہیں۔"

حدّاد اور مارون جب کمرے کی طرف جا رہے تھے تو پیٹ ہورگن اُن کو بڑی توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ مارون نے کمرے میں جا کر کہنا شروع کیا: "تم میرے دوست بھی ہو اور بھائی بھی۔ تمہارے علم میں چند باتیں لانا چاہتا ہُوں۔ تمہیں معلوم نہیں کہ پیٹ ہورگن میری جان لینے کی کوشش کر چکا ہے۔ اُس نے مجھے شراب میں زہر دینے کی کوشش کی تھی۔ میں اُس کے چہرے اور حرکات و سکنات سے بھانپ گیا تھا کہ وہ کوئی کھیلا کرنا چاہتا ہے۔ میں نے آنکھ بچا کر گلاس گملے میں اُنڈیل دیا تھا۔ وہ سٹروبلنگ کا گماشتہ ہے۔ بظاہر تو یہی لگتا ہے کہ اُسے ہماری اعانت اور تسلی کے لیے بھیجا گیا ہے کہ ہم اپنا کام ٹھیک سے کر رہے ہیں یا نہیں لیکن اصل میں مجھے یہ کھیل خطرناک لگتا ہے۔ سٹروبلنگ کا منصوبہ کچھ اور ہے۔ میں تمہیں بتا رہا ہُوں کہ میں نے بہت برداشت کر لیا۔ اب میں پیٹ ہورگن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

حدّاد، مارون کی شوریدہ سری اور ضدّی طبیعت سے واقف تھا۔ اُس نے اُسے سمجھایا بُجھایا اور یقین دلایا کہ وہ اُس سے محتاط رہے گا۔ جونہی ہم اپنا کام ختم کر لیں گے۔ تم اُسے ٹھکانے لگا دینا۔ ابھی ہمیں کیتھی کو بھی بچانا ہے۔

مارون کو اُس نے بڑی مشکل سے رضامند کر لیا کہ وہ مشتعل نہیں ہو گا اور حالات کا ٹھنڈے دل سے مقابلہ کرے گا۔

❁

مائیکل نے ساری عمر پڑھا تھا یا پڑھایا تھا۔ وہ اس قسم کی جسمانی مشقّتوں کا عادی نہ تھا۔ کیتھی کے ساتھ اُس کی فون پر بات چیت ہُوئی تھی جس نے اُسے اور زیادہ بیزار کر دیا۔ اُسے حدّاد پر شبہ ہو چکا تھا کہ اُسے کیتھی کی زندگی کی کوئی پروا نہیں۔ جو حالات وہ دیکھ رہا تھا اس کی وجہ سے حدّاد پر اُس کی بے اعتمادی میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ویسے بھی اُس نے حدّاد کو کبھی پسند نہ کیا تھا۔ امریکی میجر ٹام، کیتھی کے حوالے سے اُس کا بھی دوست تھا۔ وہ اُس سے ملا:

"حدّاد کو سرمایہ ہم نے فراہم کیا۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لیے ہم نے اُسے یہ خدمت سونپی۔ اب تک وہ ایک لاکھ ڈالر وصول کر چکا ہے۔ دوسری طرف وہ سٹروبلنگ سے وعدہ کر چکا ہے کہ ہیس کو اُس کے حوالے کر دے

گا۔ اُسے کیتھی کی کوئی پروا نہیں وہ مرے یا جیے۔ حدّاد اپنا خاص مقصد پُورا کرنے کے لیے سب معاہدوں کو نظر انداز کر رہا ہے۔"

میجر ٹام نے ساری گفتگو بڑے اطمینان سے سُنی اور پھر کہنے لگا:

"تمہیں ایک چیز کا علم نہیں کہ برطانوی میجر ہنری ریڈ اس خطرناک کھیل میں کیوں شریک ہُوا ہے۔ وہ سب کچھ اس لیے کر رہا ہے کہ حدّاد ہیس کو اُس کے حوالے کر دے گا۔"

مائیکل بہت حیران اور پریشان ہُوا۔ پھر اُس نے یک دم پُوچھا:

"اور آپ اس منصوبے کی حمایت کیوں کر رہے ہیں؟"

میجر ٹام کا چہرہ ایک لمحے کے لیے فق ہُوا۔ پھر وہ مُسکرانے لگا۔

"میری حکومت بھی چاہتی ہے کہ رڈولف ہیس کو کوئی یہاں سے لے جائے تاکہ اخراجات سے نجات ملے اور مغربی برلن میں رُوسیوں کی متعین فوجی نفری چلی جائے جو محض شپنڈو اجیل کی حفاظت کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ ہمارا مفاد اتنا ہے کہ سارا کام رازداری سے ہو اور کامیابی سے ہمکنار ہو لیکن سٹروبلنگ، حدّاد، یہ دونوں قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔"

"کیتھی کا کیا بنے گا؟" مائیکل نے مایُوسی سے پُوچھا۔

"میں اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اُس کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔ سٹروبلنگ فطرتاً ظالم ہے۔ پھر وہ مر رہا ہے، اُسے کسی کی جان کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔" وہ چند لمحوں کے لیے رُکا پھر بولا:

"تم حدّاد کے کیمپ میں ہو۔ وہاں جو کچھ ہو رہا ہو مجھے اس کی اطلاع دیتے رہو۔ ممکن ہے میں کیتھی کی رہائی کے لیے کوئی سبیل نکال لُوں۔"

❁

تمام تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ بار بار ریہرسلیں کی گئی تھیں۔ حبیب بھی گھر چھوڑ کر کیمپ میں آ گیا تھا۔ زکریا نے پاسپورٹ مہیّا کر دیے تھے اور چند دنوں میں لاش بھی دکھانے کا وعدہ کیا تھا۔ کیتھی کہاں تھی، کسی کو معلوم نہ تھا۔ مارون دانت پیستا اور اپنے آپ کو قابُو میں رکھتا اور پیٹ ہورگن ہر چیز پر نظر رکھتا تھا۔ میجر ہنری ریڈ کو تمام تیاریوں سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ حدّاد کو اپنے منصوبے کی کامیابی کا پُورا یقین تھا لیکن وہ کیتھی کے بارے میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالتا تھا۔

❁

سارجنٹ آفیسر کِکسلے نے پیٹ ہورگن کی طرف دیکھا۔ سب لوگ برطانوی ملٹری پولیس کی وردیاں پہنے مشق کر رہے تھے۔ کِکسلے کا چہرہ دُرشت ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ کر پیٹ ہورگن سے مخاطب ہُوا:

"تم نے بٹن صحیح بند نہیں کیے۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔" ہورگن نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"فرق پڑتا ہے۔ ہر چیز مکمل ہونی چاہیے۔ برطانوی ملٹری پولیس کا سپاہی کبھی ایسی غلطی نہیں کر سکتا۔"

"برطانیہ کی فوج بھی میری دیکھی بھالی ہے اور ملٹری پولیس بھی۔" ہورگن نے بڑی اہانت سے جواب دیا۔

دونوں میں تُوتکار ہونے لگی تو حدّاد نے آگے بڑھ کر اُن کو ٹھنڈا کیا۔ ہورگن، تحقیر اور اہانت بھری نظروں سے کِکسلے کو دیکھتا ہُوا ایک طرف جا کر بیٹھ گیا۔ اُس نے برطانوی ملٹری پولیس کی ٹوپی سر سے اُتار کر اپنے پاؤں کے نیچے رکھ لی۔ یُوں وہ کِکسلے کی مسلسل اہانت کر رہا تھا۔

کِکسلے چند منٹوں تک اُسے دیکھتا رہا۔ پھر یک دم اُس نے اپنا ریوالور نکالا اور پیٹ ہورگن پر گولی چلا دی۔ گولی سیدھی ہورگن کے دل میں لگی۔ وہ کوئی آواز نکالے بغیر ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ سب حیرت سے کِکسلے کو دیکھ رہے تھے۔ حدّاد چیختا ہُوا کِکسلے کے پاس پہنچا:

"یہ تم نے کیا کیا۔ تم جانتے نہیں کہ اس کی موت میرے لیے کتنے مسائل پیدا کردے گی۔"

گکسلے نے بڑی طمانیت سے جواب دیا۔

"آپ کے مسائل اس کی موت سے کم ہو جائیں گے۔ آپریشن میں یہ آپ کے ساتھ ہوتا تو آپ کو دھوکا دیتا۔ آپ اسے جانتے نہیں ہیں کہ برطانوی حکومت اس کی تلاش میں تھی۔ اس کے سر کی قیمت لگی ہوئی تھی۔ سٹروبلنگ کا یہ کُتا عین وقت پر آپ کو کاٹ لیتا۔ مَیں کئی دنوں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ پچھلی رات مَیں نے میجر ہنری ریڈ کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ مَیں آپ کی ٹیم میں اُن کا نمائندہ ہُوں۔ اس آئرش دہشت پسند کو مَیں نے میجر کے حکم پر گولی ماری ہے۔"

❁

دو دن بعد رڈولف ہیس کو آزاد کرایا جانا تھا۔ تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ یہ اُفتاد آ پڑی۔ حدّاد کو پہلی بار مائیکل اور مارون نے پریشان دیکھا۔ شام قریب آ رہی تھی۔ حدّاد کو علم تھا کہ اس وقت ہر روز پیٹ ہورگن کسی خُفیہ ٹیلیفون پر سٹروبلنگ کو رپورٹ دیا کرتا تھا۔ وہ جلد از جلد کوئی ایسا راستہ اختیار کرنا چاہتا تھا کہ سٹروبلنگ کوئی گڑبڑ نہ کرے۔ اُس نے سٹروبلنگ سے رابطہ قائم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سٹروبلنگ نے اُسے انتہائی ضرورت کے وقت ایک نمبر دے رکھّا تھا۔ اُس نے سٹروبلنگ کا نمبر ملایا۔ اُس سے پُوچھا گیا کہ وہ کون ہے۔ اُس کا نام سُن کر اُسے کہا گیا: "اپنا نمبر دے دو۔ نصف گھنٹے کے بعد سٹروبلنگ آپ سے بات کرے گا۔"

نصف گھنٹے تک حدّاد شش و پنج میں پڑا رہا۔ جب فون کی گھنٹی بجی تو اُس نے چونگا اُٹھایا۔ پیٹ ہورگن کی موت کی خبر سُنتے ہی سٹروبلنگ طیش میں آ گیا۔ وہ دھمکیاں دینے لگا:

"تم میرے ساتھ غدّاری کر رہے ہو۔" وہ دہاڑا۔ "تم نہیں جانتے کہ مَیں پیٹ ہورگن کو اس ضمانت کے ساتھ لایا تھا کہ اُسے زندہ واپس کیا جائے گا۔ گکسلے کا تو تم نام دھر رہے ہو۔ اصل میں تم نے ہی اُسے قتل کروایا ہے۔ مَیں ابھی اسرائیلی ایجنٹوں کو خبردار کرتا ہُوں۔"

حدّاد اُسے سمجھاتا رہا۔ آہستہ آہستہ اُس کا غُصّہ ٹھنڈا ہُوا۔ حدّاد نے بتایا کہ دوسرے دن وہ ہیس کو اُس کے حوالے کر دے گا۔ کامیابی سو فیصد یقینی ہے۔ اگر اس وقت اُس نے رخنہ ڈالا تو وہ ہیس سے محروم ہو جائے گا۔ سب تیاریاں بے کار جائیں گی۔ سٹروبلنگ نے سخت لہجے میں کہا:

"مَیں تم پر اعتبار کرتا ہُوں لیکن تمہیں ہورگن کی جگہ اب میرا دوسرا آدمی اپنی ٹیم میں شامل کرنا ہو گا۔"

چند لمحے سوچنے کے بعد حدّاد نے جواب دیا۔

"مَیں ایسا نہیں کر سکتا۔ یہاں جتنے آدمی ہیں اُنہیں کئی ہفتوں سے خصوصی تربیت دی گئی ہے۔ نیا آدمی کوئی غلطی کر کے سب کام بگاڑ سکتا ہے۔"

"مجھے ضمانت نہیں چاہیے؟"

"تمہارے پاس کیتھی موجود ہے۔" حدّاد نے کہا۔ "اس سے بڑھ کر اور کیا ضمانت ہو سکتی ہے۔"

"مجھے دوسری ضمانت چاہیے۔"

چند لمحے سوچنے کے بعد حدّاد نے عجیب پیش کش کی۔

"مَیں کیتھی کے بھائی مائیکل کو تمہارے پاس بطور یرغمال بھجوا سکتا ہُوں۔"

چند لمحے سوچنے کے بعد سٹروبلنگ کی آواز سُنائی دی:

"ٹھیک ہے۔ دو گھنٹے کے بعد آلڈوبھان روڈ کے ناکے پر اُسے موجود ہونا چاہیے۔"

حدّاد نے بڑے ٹھہرے ہُوئے لہجے میں کہا:

"یہ ممکن نہیں۔ کل شام سات بجے آلڈوبھان روڈ کے ناکے پر مائیکل موجود ہو گا۔ آج اُسے کسی صورت میں تمہارے پاس نہیں پہنچایا جا سکتا۔ مَیں ایسی تیاریوں میں مصروف ہُوں جن کا تعلق ہیس کی رہائی سے ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" سٹروبلنگ کی آواز سُنائی دی۔ "کل شام سات بجے لیکن کوئی چالاکی کامیاب نہ ہو گی۔"

❁

مارون کے گھٹنوں پر ایک مردانہ کوٹ اُدھڑا پڑا تھا۔ وہ اُس کے استر کے اندر سُرخ رنگ کی مٹّی کا لیپ کر رہا تھا۔ وہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔ جب وہ کوٹ کے اندرونی استر، اُس کی آستینوں کے اندر سُرخ رنگ کی لئی کا لیپ کر چکا تو اُس نے وہ کوٹ گھٹنوں سے اُٹھا کر ایک صوفے پر پھیلا دیا۔ اس کے بعد اُس نے ایک لمبی لیکن بہت باریک تار لے کر اُس کے ایک سرے پر ایک چھوٹی سی ڈبیا باندھی۔ تار اس ڈبیا کے اندر تک چلی گئی تھی۔ ڈبیا کو اچھی طرح اس مہین اور باریک تار میں جکڑ کر اُس نے ڈبیا کوٹ کے کالر کے اُدھڑے ہُوئے حصّے میں رکھ کر کالر کو سی دیا۔

جب وہ لئی خشک ہو گئی تو مارون اُدھڑے ہُوئے استر اور آستینوں کو سُوئی دھاگے سے سینے لگا۔ جب وہ اپنا کام ختم کر چکا تو اُس نے حدّاد کی طرف دیکھا۔ دونوں نے نگاہوں ہی نگاہوں میں بات کی اور حدّاد اُٹھ کر چلا گیا۔ چند منٹوں کے بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہُوا۔ مائیکل اُس کے ہمراہ تھا۔ مائیکل نے اُس کوٹ کو دیکھا تو مارون ہنس کر بولا:

"یہ تمہارے لیے ہے۔"

"میرے لیے کیوں؟"

"مارون تم خاموش رہو۔ مَیں مائیکل سے بات کرتا ہُوں۔" حدّاد نے کہا۔

مائیکل نے ایسی نظروں سے حدّاد کو دیکھا جن میں بڑی بے اعتمادی جھلکتی تھی۔

"سُنو مائیکل! اب صرف تم اور تم ہی ہو جو کیتھی کو زندہ رکھنے کے لیے ہمارے مشن کی تکمیل کر سکتے ہو۔ آج شام سات بجے مَیں تمہیں سٹروبلنگ کے حوالے کر رہا ہُوں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں بھی اپنے اُسی ٹھکانے پر لے جائے گا جہاں کیتھی قید ہے۔ ہمیں وقت چاہیے تاکہ ہم تمہیں اور کیتھی کو زندہ واپس لا سکیں۔ جب تم یہاں سے جاؤ گے تو یہ کوٹ پہن کر جاؤ گے۔"

مائیکل پریشانی اور حیرت سے سب کچھ سُن رہا تھا۔

"مَیں اپنا کوٹ پہن کر جاؤں گا۔"

"یہ خاص کوٹ ہے۔" مارون بولا۔ "جب وہ تمہیں کیتھی کے پاس لے جائیں تو تمہیں یہ کوٹ اُتار کر کچھ فاصلے پر رکھ دینا ہے۔ مَیں نے اندازے کے مطابق سارا کام کیا ہے۔ یہ کوٹ ایسے آتش گیر مادّے کو اپنے اندر چھپائے ہُوئے ہے جسے ٹٹولا جا سکتا ہے نہ دیکھا۔ یہ خود بخود بھڑک کر جلنے لگے گا اور دھماکا بھی ہو گا۔ اُس وقت تک مَیں تمہیں اور کیتھی کو بچانے کے لیے وہاں موجود ہوں گا۔ سارے انتظامات کیے جا چکے ہیں۔ کیتھی کی جان بچانے کے لیے تمہیں یہ کام کرنا ہے۔"

سات بجے شام جب آلڈوبھان روڈ کے نکڑ پر مائیکل کو کھڑا کیا گیا تو اُس نے وہ کوٹ پہن رکھّا تھا۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ مارون بدلے ہُوئے بھیس میں دُور کھڑا ہے۔ اُس نے حدّاد کو یقین دلایا تھا کہ وہ سٹروبلنگ کے آدمیوں کا اس انداز اور احتیاط سے تعاقب کرے گا کہ وہ اُس ٹھکانے کو تلاش کر لے گا جہاں مائیکل کو لے جایا جائے گا۔ یقینی امر ہے کہ کیتھی بھی وہیں ہو گی۔ مائیکل ان سب انتظامات سے بے خبر تھا۔ وہ پریشان اور سہما ہُوا اپنے آپ کو سنبھالا دینے کی پُوری کوشش کر رہا تھا۔

ایک کار اُس کے پاس رُکی۔ ایک آدمی باہر نکلا جو اس انداز سے مائیکل سے بغل گیر ہُوا کہ اُس کی پُوری تلاشی لے لی۔ کار میں سوار ہو کر وہ بیٹھا ہی تھا کہ پھر اُس کی تلاشی لی گئی۔ کار چلتی رہی۔ نصف گھنٹے کے بعد کار ایک

محلّے کے قدرے الگ تھلگ مکان کے سامنے رُکی۔

اُسے جلدی سے اندر لے جایا گیا۔ اوپر کی منزل پر ایک کمرے میں اُسے دھکّا دے کر داخل کر دیا گیا۔

کیتھی وہیں تھی۔

بھائی بہن، دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ کیتھی کا چہرہ زرد اور اُترا ہُوا تھا۔ دونوں جانتے تھے کہ اُن کی گفتگو سُنی جا رہی ہے۔ اس لیے اُنھوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی جو سُننے والوں کے لیے دلچسپی رکھتی ہو۔

چند منٹوں کے بعد مائیکل کو اچانک خیال آیا اور اُس نے وہ کوٹ اُتار کر دُور کچھ فاصلے پر ایک کونے میں رکھ دیا۔

❁

مارون اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں پہنچ چکا تھا۔ اُس نے مکان کے اندر داخل ہونے کے لیے عقبی حصّے کا رُخ کیا جو تاریک تھا۔ پائپ لائن کے ذریعے وہ اُوپر چڑھنے لگا۔ تاریکی اُس کا ساتھ دے رہی تھی ...

❁

دروازہ کُھلا۔ سٹروبلنگ اپنے دونوں محافظوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہُوا۔ اُس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔

"بہن بھائی کی آخری ملاقات کیسی رہی؟"

"آخری ملاقات ... کیا مطلب؟" کیتھی نے پُوچھا۔

"مَیں بے وقوف نہیں ہُوں کہ اپنے پتّے دوسرے کے ہاتھ میں دے دوں۔ کل حدّاد اگر ہیس کو خود میرے سُپرد کر دے تو بھی وہ بچ نہ سکے گا۔ اگر اُس نے غدّاری کی تو بھی اُس سے نمٹنے کا پروگرام بنا چکا ہُوں۔ میرا اصل نشانہ حدّاد ہے۔ تم دونوں فالتو کردار ہو۔ فالتو اور بے کار لوگوں پر وقت ضائع کرنا مَیں نے کبھی پسند نہیں کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم یہ ٹھکانہ خالی کرنے والے ہیں۔ یہاں سے جانے سے پہلے تم دونوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

❁

مارون دوسری منزل پر پہنچ گیا تھا۔ برآمدے میں روشنی ہو رہی تھی اور دوسری منزل پر سات کمرے تھے۔ ایک ایک کمرے کا جائزہ لینا مشکل تھا۔ وہ برآمدے میں چلتا ہُوا ایک قدرے تاریک گوشے میں کھڑا ہو گیا۔

❁

"لیکن یہ ظلم اور زیادتی ہے۔ تم اپنا وعدہ توڑ رہے ہو۔" کیتھی نے سٹروبلنگ سے کہا۔

"کیسا وعدہ اور اس وعدے کا تم سے کیا تعلق؟ مَیں خود مرنے والا ہُوں۔ مرنے سے پہلے مَیں ساری دُنیا کو چکرا دینا چاہتا ہُوں۔ رڈولف ہیس میرے قبضے میں ہو گا۔ رُوسی اُسے حاصل کرنا چاہیں گے۔ فرانسیسی سٹپٹا اُٹھیں گے کہ وہ اِن دنوں شپنیڈو جیل کے نگران ہیں۔ برطانیہ بوکھلایا ہُوا ہو گا۔ امریکہ سودا کرنا چاہے گا۔ اسرائیل، ہیس کو حاصل کرنے کے لیے تڑپ لے گا۔ عرب بھی اپنے انداز میں ردِّ عمل ظاہر کریں گے۔ ہا ہا ہا ..." وہ ہنستے ہنستے کھانسنے لگا۔ چہرے سے شدید درد اور اذیّت کا احساس ہو رہا تھا۔

اُس نے محافظوں کو اشارہ کیا۔ دونوں محافظ اپنے اپنے ریوالوروں پر سائیلنسر چڑھانے لگے۔ کیتھی اور مائیکل نے انتہائی بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"جلدی کرو۔" سٹروبلنگ نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

عین اُسی لمحے جب اُن محافظوں نے ریوالوروں کی لبلبی پر اُنگلیاں رکھّیں، دُور صوفے پر پڑا ہُوا کوٹ دھڑ دھڑ کر کے جلنے لگا اور زور دار دھماکہ ہُوا۔

مارون برآمدے میں سے اُس کمرے کی طرف بھاگا جہاں دھماکہ ہُوا تھا۔ مارون کے دونوں ساتھی دھماکے کی آواز سُنتے ہی اندھا دُھند گولیاں برساتے اندر داخل ہُوئے۔ مارون کمرے کے اندر پہنچا۔ اُس نے گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ اُس کا نشانہ کبھی خطا نہ جاتا تھا۔ چند منٹوں میں خاموشی چھا گئی۔

سٹروبلنگ نے اس عمارت میں پانچ محافظ مقرر کیے تھے۔ وہ پانچوں مارے جا چکے تھے۔

سٹروبلنگ کی لاش بھی فرش پر پڑی تھی۔

محافظوں کی گولیاں مائیکل کو بھی لگی تھیں اور وہ بھی ڈھیر ہو چکا تھا۔

کیتھی زندہ سلامت تھی۔

چند گھنٹوں میں مارون اور اس کے آدمیوں نے وہاں سے سب کچھ منتقل کر دیا۔

❁

مائیکل مر چکا تھا لیکن کیتھی کو یہی بتایا گیا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ معمولی زخم آئے ہیں۔ محفوظ جگہ پر اُس کا علاج ہو رہا ہے ... کیتھی، حدّاد کی باتوں سے مطمئن ہو گئی۔

❁

سہ پہر کا وقت ہو چکا تھا۔ حدّاد کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ دُرشت دکھائی دے رہا تھا۔ اُس نے برطانوی ملٹری پولیس کے کیپٹن کی وردی پہنی ہُوئی تھی۔ آج معرکے کا دن تھا جس کے لیے مُدّتوں سے تیّاری کی گئی تھی۔ اُس نے سب کو آخری بار مناسب احکام دیے۔ ہر شخص چوکنّا اور تیّار تھا۔

سوا چھ بجے تاریکی ہو گئی۔ آسمان پر بادل چھانے لگے۔ حدّاد کا چہرہ اور زیادہ رُوکھا اور سخت ہو گیا۔ چھ بج کر پچّیس منٹ پر پروگرام کے عین مطابق فون کی گھنٹی بجی۔ حدّاد نے چونگا اُٹھایا:

"اُسے ہسپتال لے جانے کی تیّاریاں ہو رہی ہیں۔" اس کے ساتھ ہی فون بند ہو گیا۔ حدّاد نے اشارہ کیا۔ اُس کے سب آدمی چل پڑے۔

❁

شپنیڈو جیل میں فرانسیسی عملے کے لوگوں نے جلدی سے ہیس کو سٹریچر پر لٹایا اور اُسے ایمبولنس میں سوار کر دیا۔ برطانوی فوجی ہسپتال کو اطلاع دی جا چکی تھی کہ رڈولف ہیس کی طبیعت اچانک بہت خراب ہو گئی ہے اور اُسے کانوائے کے ساتھ ہسپتال بھیجا جا رہا ہے۔ امریکہ، رُوس، فرانس اور برطانیہ کے اعلیٰ حُکّام کو جو برلن میں مقیم تھے، اطلاع دی جا چکی تھی۔ وہ سب ہسپتال جانے کے لیے تیّار ہو رہے تھے۔

پُورے حفاظتی انتظامات کے تحت رڈولف ہیس کو ہسپتال پہنچانے کے لیے کانوائے روانہ ہُوا۔ رڈولف ہیس کا خصوصی نگران سارجنٹ آفیسر کسلے اس ایمبولینس میں اُس کے قریب بیٹھا تھا۔

جب یہ کانوائے ہسپتال اور شپنیڈو جیل کے درمیانی راستے پر گامزن تھا تو اچانک ایک تیز رفتار کیڈلک کار ایک موڑ سے نمودار ہُوئی اور اس سے پہلے کہ کسی کو سنبھلنے یا خبردار ہونے کا موقع ملتا، کیڈلک کار کانوائے کے آگے جانے والی دونوں کاروں پر چڑھ گئی۔ شدید دھماکہ ہُوا اور کانوائے رُک گیا۔

اُسی لمحے کچھ کاروں پر سوار برطانوی ملٹری سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ سارا کام بہت تیزی سے ہونے لگا۔ برطانوی ملٹری پولیس کے کیپٹن کی وردی میں ملبوس حدّاد نگرانی کر رہا تھا۔ اس وقت ویسے بھی اس سڑک پر ٹریفک کا رش نہ ہوتا تھا۔ جو ٹریفک تھی اُسے برطانوی پولیس کے سپاہیوں نے روک لیا۔

دو کاریں جلدی سے وہاں سے نکل گئیں۔

حدّاد کے چہرے پر اطمینان دکھائی دینے لگا لیکن جب وہ حادثے کی ذمّہ دار کار کے پاس پہنچا تو یک دم اُس کا رنگ فق ہو گیا۔ حبیب نے حادثے کو یقینی اور کامیاب بنا دیا لیکن وہ خود مر چکا تھا۔

حدّاد جلدی سے پیچھے آیا۔ اُس نے حفاظتی گاڑیوں کے عملے سے کہا:

"حادثے کا ذمّہ دار مر چکا ہے۔ تم لوگ بقایا گاڑیوں میں سوار ہو کر مریض کو جلد ہسپتال پہنچا دو۔ میں ٹریفک کنٹرول کرتا ہوں"۔ کسی کو معلوم نہ ہُوا تھا کہ کیا کچھ ہو چکا ہے۔

رڈولف ہیس کو جب ایمبولنس میں اسٹریچر پر لٹایا گیا وہ ایمبولنس بھی روانہ ہو گئی۔

چند منٹوں بعد حدّاد کار میں سوار ہُوا۔ اُس نے مارون کی طرف دیکھا۔

"انتظام ہو گیا ہے"۔ مارون بولا۔

چلتی کار ہی میں حدّاد نے لباس بدلا اور پھر شراب کی ایک بوتل نکال کر ایک جام خود پیا، ایک مارون کو دیا اور کچھ شراب اپنے اور مارون کے لباس پر چھڑک دی۔

یہ بھی ایک احتیاطی تدبیر تھی۔

❁

میجر ہنری ریڈ اور میجر ٹام بے چینی سے قبرستان کے باہر ٹہل رہے تھے۔ تاریکی اور بارش نے موسم کو خاصا خراب کر دیا تھا۔ اُن کی نگاہیں سڑک پر گڑی ہُوئی تھیں۔

❁

دونوں کاروں میں سوار حدّاد، مارون، کیتھی اور دوسرے افراد کے جسموں سے شراب کی بُو آ رہی تھی۔ بوڑھے ہیس کے پاس کیتھی بیٹھی تھی۔ چالیس برس کے بعد بُوڑھا قیدی آزاد ہُوا تھا۔ وہ خاموش تھا لیکن اُس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ وہ یہ سارا تماشا خاموشی سے دیکھنے کا دل میں ارادہ کر چکا تھا۔

❁

کانوائے ایمبولینس گاڑیوں کے ساتھ ہسپتال پہنچا۔ جلدی جلدی سٹریچر پر لیٹے ہُوئے مریض کو اندر پہنچایا گیا۔ امریکہ، رُوس، برطانیہ اور فرانس کے اعلیٰ حُکّام جو اس قیدی کی حفاظت پر مامور تھے، ہسپتال میں موجود تھے۔ مریض کو فی الفور ایک مخصوص کمرے میں لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر اُس کے منتظر تھے۔

❁

دونوں کاروں میں سوار حدّاد اور اُس کے ساتھی یُوں لگ رہے تھے جیسے وہ شراب کے نشے میں دُھت ہوں۔ جب حفاظتی چوکی آئی تو گاڑیاں روک دی گئیں۔ کسٹم کا عملہ اُن کے پاسپورٹ اور دوسرا سامان چیک کر رہے تھے۔ اُن کے انداز سے قدرے لاپروائی ٹپکتی تھی۔ یہ یونانی باشندے فٹ بال کا میچ دیکھنے آئے تھے اور چونکہ یونان کی ٹیم جیت گئی تھی، اس لیے اپنی ٹیم کی فتح کی خوشی میں اُنہوں نے بہت زیادہ شراب چڑھالی تھی۔ اُن کے جسموں سے شراب کی ناگوار بُو آ رہی تھی۔

اُنہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

❁

میجر ہنری ریڈ نے میجر ٹام کو مخاطب کر کے کہا۔

"اب تک اُنہیں یہاں آ جانا چاہیے تھا"۔

میجر ٹام نے سگریٹ سُلگایا اور خاموش رہا۔

❁

حدّاد اور اُس کے ساتھیوں کو لے جانے والی کاروں کی رفتار تیز ہو گئی۔ وقت کم تھا۔ وہ ایک مضافاتی ایئرپورٹ

کی طرف جا رہے تھے جہاں یونانی کھلاڑیوں اور یونانی باشندوں کو ایک جہاز یونان لے جانے کے لیے تیّار کھڑا تھا۔

❁

برطانوی ملٹری ہسپتال کے ایک کمرے کا دروازہ کھُلا۔ ایک ڈاکٹر نے باہر نکل کر چاروں بڑی طاقتوں کے نمائندوں سے کہا: "رڈولف ہیس مر چکا ہے۔ راستے ہی میں اُس کی موت واقع ہو گئی تھی"۔

حیرت سے چاروں اعلیٰ افسروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر رُوسی افسر بولا:

"پوسٹ مارٹم کب تک ہو جائے گا؟"

"دو گھنٹے میں سر"۔

"ٹھیک ہے ہم یہیں موجود ہیں"۔

❁

ہوائی اڈّے پر وہ گاڑیاں رُکیں۔ رڈولف ہیس کو کیتھی نے سہارا دے رکھا تھا۔ ایک بار پھر وہاں جرمن حُکّام نے اُن کے کاغذات اور پاسپورٹ چیک کر کے اُن کو جہاز میں سوار ہونے کی اجازت دے دی۔ وہ سب جہاز کی طرف چل دیے۔

جہاز پر سوار ہوتے وقت رڈولف ہیس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ کچھ بُڑبڑایا۔ کیتھی اُسے سہارا دیے ہُوئے تھی۔ کیتھی نے آہستہ سے کہا: "حدّاد! — مائیکل؟" حدّاد نے اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ پھر قریب جا کر بولا: "وہ چند دنوں میں بھلا چنگا ہو کر آ جائے گا۔

❁

ایک بڑی ویگن قبرستان کے قریب آ کر رُکی میجر ہنری اور میجر ٹام تیزی سے اُس کی طرف لپکے۔ ایک ٹرک باہر نکلا اور بولا:

"حدّاد نے سامان بھیجا ہے"۔

جلدی سے سٹریچر کو اُٹھا کر قبرستان کے اندر ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ جب باقی لوگ چلے گئے تو میجر ہنری
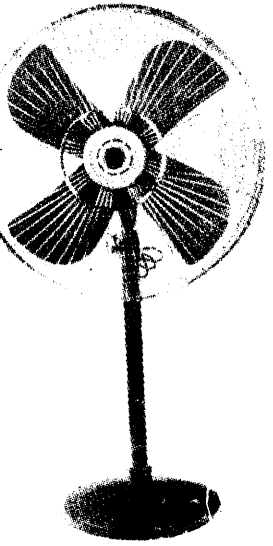
نے سٹریچر پر لیٹے ہُوئے شخص کے چہرے سے کمبل اُٹھایا۔ کمبل کا سرا اُس کے ہاتھ سے چھُوٹ گیا۔

میجر ٹام نے حیرت سے کہا "یہ تو سٹرو بلنگ ہے"

"ہاں حدّاد ہمیں غچہ دے گیا"

میجر ٹام نے جُھک کر ایک کاغذ اُٹھایا جو لاش کے سینے پر رکھا ہُوا تھا۔

"سٹرو بلنگ کی لاش آپ کے لیے ہیس کے مقابلے میں زیادہ کار آمد ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ سب کے لیے خطرہ تھا۔ اُس کو مَیں نے ختم کر دیا۔ ثبوت حاضر ہے، قبول کیجیے"

"ہمیں اُنہیں روکنا چاہیے" ہنری ریڈ تیزی سے بولا۔ "ہاں سب راستے، ریلوے اسٹیشن، ہوائی اڈّے بند کرا دیے جائیں"

وہ دونوں تیزی سے باہر کی طرف لپکے۔ سٹرو بلنگ کی لاش اکیلی کمرے میں پڑی رہ گئی۔

❁

برطانوی ملٹری ہسپتال کے کمرے کا دروازہ دو گھنٹے سے پہلے ہی کُھلا۔ ایک ڈاکٹر کمرے کے اندر سے نکلا۔ اُس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔

"سر! ___ وہ لاش رڈولف ہیس کی نہیں۔ کسی دوسرے کی ہے۔" چاروں بڑی طاقتوں کے نمائندے اُس کا مُنہ تکتے رہ گئے۔

❁

حدّاد بے چینی محسوس کرنے لگا تھا۔ رڈولف ہیس کی نشست کے پاس کیتھی بیٹھی اُس کے شانے کو نرمی سے تھپتھپا رہی تھی۔ جہاز میں حرکت پیدا ہُوئی تو حدّاد نے ماروِن کی طرف دیکھا۔ ماروِن مُسکرا دیا۔

یونان کی فٹ بال ٹیم اور دوسرے یونانی گانے لگے۔

جہاز رن وے پر دوڑنے لگا۔۔۔ اور پھر فضا میں اُوپر اُٹھ گیا۔

❁

جب ہوائی اڈّے پر تمام پروازیں منسوخ کر دینے کا حکم پہنچا تو یونان کی طرف جانے والی پرواز کو روانہ ہُوئے دس منٹ ہو چکے تھے۔

❁

ایتھنز کے ہوائی اڈّے پر رڈولف ہیس کے سلسلے میں تمام انتظامات کیے جا چکے تھے۔ انسانی حقوق کی کمیٹی کے وہ تمام ارکان جو پہلے کیتھی کا ساتھ چھوڑ چکے تھے، اب وہاں موجود تھے۔ اُنہوں نے ہیس اور اپنی رہائش کے لیے ایک شاندار لیکن محفوظ مکان کرائے پر حاصل کر لیا تھا جہاں ہیس کو بحفاظت پہنچا دیا گیا۔

حدّاد نے اپنا مشن مکمل کر دیا تھا۔ اُس نے اپنے معاوضے کی بقایا رقم طلب کی جو اُسے فی الفور ادا کر دی گئی۔

کیتھی نے پُوچھا "اب کہاں کے ارادے ہیں؟"

"مَیں یہاں سے پیرس جاؤں گا۔ ماروِن کا دل پیرس کے علاوہ کہیں اور نہیں لگتا"

"مائیکل؟"

"وہ پیرس پہنچے گا۔ تم کب پیرس جا رہی ہو"

"اب رڈولف ہیس کے بارے میں مجھے کوئی فکر نہیں۔ کمیٹی کے ارکان ایتھنز پہنچ چکے ہیں۔ مَیں سٹرو بلنگ کی قید میں رہنے کی وجہ سے بہت تھکی ہُوئی ہُوں۔ کل پیرس پہنچ جاؤں گی۔ وہاں مائیکل کا انتظار بھی کروں گی اور آرام بھی"

"کل تم سے پیرس میں ملاقات ہوگی" حدّاد نے کہا۔

❁

فلیٹ میں ہر چیز موجود تھی۔ ایک قرینے اور سلیقے سے لیکن مائیکل نہیں تھا۔ جب حدّاد نے اُداس لہجے میں کیتھی کو مائیکل کی موت سے آگاہ کیا تو وہ خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔ حدّاد کہہ رہا تھا:

"حبیب مجھے جان سے پیارا تھا، وہ بھی ختم ہُوا۔ مائیکل مجھے پسند نہیں کرتا تھا لیکن مَیں اُس کی خوبیوں کا مدّاح تھا۔

یُوں سمجھو کہ مائیکل نے تمہاری جان بچاتے ہُوئے اپنی جان دے دی"

وہ دیر تک مائیکل کو یاد کرتے رہے۔ جب حدّاد نے اجازت چاہی تو کیتھی نے کہا: "ہم دونوں اچھے دوست بن چکے ہیں۔ اب کہاں کا ارادہ ہے"

"مَیں کچھ نہیں جانتا۔ میری زندگی خطروں میں گھری ہُوئی ہے۔ ایک بڑا خطرہ سٹرو بلنگ کا تھا۔ وہ ٹل چکا ہے لیکن سب خطرے ابھی ختم نہیں ہُوئے۔ جو رقم مجھے ملی ہے، اس سے مَیں کافی عرصہ تک آرام سے محفوظ گُمنامی کی زندگی بسر کر سکتا ہُوں"

اُس نے کیتھی کی طرف دیکھا پھر الوداع کہہ کر چلا گیا۔ کیتھی کے دل نے کہا: "اب شاید ہماری کبھی ملاقات نہ ہو"

❁

کمیٹی کے ارکان اب وہ لائحہ عمل تیار کر رہے تھے جس کے مطابق وہ دُنیا پر یہ راز آشکار کرنا چاہتے تھے کہ رڈولف ہیس آزاد ہو چکا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ جونہی اُنہوں نے ایسا اعلان کیا ساری دُنیا میں کھلبلی مچ جائے گی۔ ریڈیو ٹی وی، اخبار، حکومتوں کے نمائندے اور ایجنٹ ___ سب ہیس سے ملنا چاہیں گے۔

ہیس کو آرام کی ضرورت تھی۔ چالیس برس کے بعد وہ جیل خانے سے باہر نکلا تھا۔ یہ دُنیا اُس کا ہجوم سڑکوں پر ٹریفک کا رش اُس کے لیے سب کچھ انوکھا تھا۔ وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا باہر کی طرف دیکھتا اور جانے کیا سوچتا رہتا۔

کمیٹی کے ارکان اُس کی آزادی میں بہت کم مداخلت کرتے تھے۔ وہ اُسے ایک بے ضرر بُوڑھا سمجھتے تھے اُس کے آرام کا پُورا خیال رکھا گیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُس کے ذہن پر کوئی دباؤ نہ رہے اور وہ جلد ہی صحافیوں اور ذرائع ابلاغ کے دوسرے نمائندوں کا سامنا کرنے کے قابل ہو جائے۔

رڈولف ہیس جب سے ان لوگوں کے ساتھ رہ رہا تھا، اُس کی زبان نہ کُھلی تھی۔ ایک دن وہ اچانک خاموشی سے اپنے کمرے سے نکلا اور سڑک پر آ گیا۔ کمیٹی کے کسی رُکن کو اُس کے باہر نکلنے کا علم نہ ہُوا۔ رڈولف ہیس آہستہ آہستہ چلتا ہُوا آگے بڑھتا گیا۔ یہ شور، یہ کاریں، یہ ہجوم سب اس کے لیے اجنبی تھا۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ رُکا جیسے کوئی اہم فیصلہ کر رہا ہو۔ وہ پھر چلنے لگا۔۔۔۔

جب امریکی سفارت خانے کی عمارت دکھائی دی تو وہ اُس کے اندر داخل ہو گیا۔ اُس نے استقبالیہ سیکرٹری سے کہا:

"آپ دیکھ رہی ہیں کہ مَیں ایک بُوڑھا آدمی ہُوں سفیر صاحب سے ملنا ہے۔ بہت ضروری کام ہے۔ اُنہیں کہہ دیجیے کہ ملاقاتی رڈولف ہیس کے بارے میں کچھ معلومات اُن تک پہنچانا چاہتا ہے"

سیکرٹری نے حیرت سے اس بُوڑھے کی طرف دیکھا پھر فون پر امریکی سفیر کو اطلاع دی۔

"اُسے فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔"

رڈولف ہیس امریکی سفیر کے سامنے کُرسی پر بیٹھ گیا اور گویا ہُوا:

"جناب، مَیں ہی رڈولف ہیس ہُوں۔ مَیں نے اپنی زندگی کا ایک طویل عرصہ شپنیڈوا جیل میں بسر کیا ہے۔ کچھ خبطی سے لوگ مجھے وہاں سے نکال لائے۔ جانے کیوں؟ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ یہ لوگ، یہ ماحول میرے لیے سب اجنبی ہے۔ مَیں آپ کا بے حد احسان مند ہوں گا۔ مجھے واپس شپنیڈوا جیل بھجوا دیا جائے۔"

۞

میجر ٹام اور میجر ہنری ریڈ برلن میں اپنے دفتر میں سر جوڑے بیٹھے تھے۔ اُن کے چہروں پر شدید بیزاری صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"وہ واپس آرہا ہے۔"

"ہاں سب کیا کرایا تباہ ہوگیا...."

"ایک بات کہوں" برطانوی میجر ہنری ریڈ نے کہا۔ "۱۹۴۱ء میں جب برطانیہ نے رڈولف ہیس کو قید کرلیا تو وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہا۔ ۱۹۴۵ء میں جب نیورمبرگ میں نازی جنگی مجرموں پر مقدمے چلائے گئے تو وہاں جب رڈولف کو پیش کیا گیا وہ اصلی نہیں تھا بلکہ اُس کا ایک ہم شکل کرائے کا آدمی تھا۔ برطانیہ نے اُس وقت اُس کی موت کا اعلان اس لیے نہ کیا کہ اس طرح اُس کے بارے میں طرح طرح کے شُبہات جنم لے سکتے تھے۔ اصلی رڈولف ہیس کب کا مر کھپ چکا لیکن یہ نقلی ہیس ہماری جان چھوڑتا دکھائی نہیں دیتا...."

۞

کیتھی کو جب اطلاع ملی تو وہ سُنّ ہو کر رہ گئی۔ اُس کا سب کچھ تباہ ہوگیا تھا خطیر رقم اور بھائی.... قسمت کے اس چکّر نے اُسے ہلا کر رکھ دیا لیکن وہ بے بس تھی اب کیا ہوسکتا تھا۔

۞

۱۰ فروری ۱۹۸۱ء کو لندن کے اخبار ڈیلی ٹیلی گراف میں یہ خبر بہت نمایاں انداز میں شائع کی گئی:

"ہٹلر کا نائب اور دستِ راست رڈولف ہیس آج مغربی برلن کے برطانوی ملٹری ہسپتال سے واپس شپنیڈوا جیل روانہ کیا جا رہا ہے۔ چند روز پہلے اُسے دمے کا شدید دَورہ پڑا تھا۔ علاج کے لیے اُسے ہسپتال لایا گیا۔ اب وہ صحّت یاب ہوچکا ہے۔ پچھلے ہفتے ایسی افواہوں کا عام ذکر ہُوا تھا کہ رڈولف ہیس کو اغوا کر کے کسی دوسرے ملک میں لے جایا جا رہا ہے۔ ایسی تمام افواہیں بے بُنیاد ثابت ہوئی ہیں۔"

۞

برطانوی ملٹری پولیس کے جلو میں کچھ گاڑیاں اور دو ایمبولنس کاریں شپنیڈوا کے قدیمی قلعے کے اندر جا کر رُکیں۔ امریکہ، رُوس، برطانیہ اور فرانس کی چاروں حکومتوں کے نمائندے وہاں موجود تھے جو اس قید خانے کے اکیلے قیدی کی حفاظت کے ذمّے دار ہیں۔ ایمبولنس سے رڈولف کو سٹریچر پر نکالا گیا۔ اُس نے سٹریچر سے اُترنے کا ارادہ کیا۔ کچھ سپاہیوں نے اُسے سہارا دے کر نیچے اُتارا۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہُوا جیل کے اندرونی دروازے کے اندر داخل ہوگیا۔

اپنی کوٹھڑی نمبر ۷ کے سامنے رُک کر اُس نے آہستہ سے کہا:

"میرا خصوصی محافظ سارجنٹ افسر کلکسلے کہاں ہے؟"

"وہ ایک حادثے میں مارا جاچکا ہے۔" جیل کے داروغہ نے اُسے اطّلاع دی۔ کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ جب رڈولف ہیس اپنی جانی پہچانی کوٹھڑی کے اندر داخل ہوگیا تو داروغہ نے باہر سے قُفل لگا کر خوشدلی سے کہا۔

"قیدی نمبر سات ـــــ گھر واپس آنا مبارک ہو۔"